الانسداد لفتنة الارتداد

فتنہ ارتداد کی روک تھام

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ

حوالہ جات و اضافہ عناوین

جناب مولانا قاری محمد یوسف صاحب

استاذ شعبۂ تجوید و قرأت دار العلوم دیوبند

شیخ الہند اکیڈمی دار العلوم دیوبند

الانسداد لفتنۃ الارتداد

فتنۂ ارتداد کی روک تھام

از:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ

تسہیل و اضافۂ عناوین

جناب مولانا قاری محمد یوسف صاحب

استاذ شعبۂ تجوید و قرأت دار العلوم دیوبند

ناشر:

شیخ الہند اکیڈمی دار العلوم دیوبند

جملہ حقوق بحق شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند محفوظ ہیں

زیر سرپرستی حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم
(مہتمم دارالعلوم دیوبند)

زیر انتظام حضرت مولانا بدرالدین اجمل علی صاحب قاسمی دامت برکاتہم
(رکنِ شوریٰ دارالعلوم دیوبند)

سلسلۂ مطبوعات شیخ الہند اکیڈمی (٦٧)

نام کتاب: الانسداد لفتنۃ الارتداد

تالیف: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ

تسہیل واضافۂ عناوین: جناب قاری محمد یوسف صاحب (استاذ دارالعلوم دیوبند)

صفحات: ٥٦

سنِ اشاعت: محرم الحرام ۱۴۴۳ھ = اگست ۲۰۲۱ء

کمپیوٹر تصحیح وسیٹنگ: انیس الرحمن قاسمی (شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند)

ملنے کا پتہ: مکتبہ دارالعلوم دیوبند (ضلع سہارنپور، یوپی، پن کوڈ: 247554)

ناشر:

شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

(ضلع سہارنپور، یوپی، پن کوڈ: 247554)

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	تقریبِ اشاعت	۷
۲	حرفِ اوّلیں	۱۰
۳	گذارشِ واقعی	۱۴
۴	مختصر حالات حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	۱۷
۵	ولادت اور تعلیم	۱۸
۶	ابتدائی حالات اور نسبت باطنی کا حصول	۱۸
۷	تھانہ بھون میں مستقل قیام اور علمی و دینی خدمات	۱۹
۸	تصنیفی خدمات	۲۰
۹	دار العلوم دیوبند کی سرپرستی	۲۳
۱۰	وفات	۲۳
۱۱	**الانسداد لفتنۃ الارتداد** (فتنۂ ارتداد کی روک تھام)	۲۵
۱۲	اہل ایمان کو ایمان سے پھیر دینا یہود و نصاریٰ کی دلی آرزو	۲۶
۱۳	دین کی تبلیغ نہ کرنے اور احکامِ الٰہی چھپانے پر وعید	۲۸

۱۴	اشاعتِ کفر کرنے والوں سے دوستی نہ کرو	۲۸
۱۵	اشاعتِ اسلام کے لیے اعانتِ مالی واجب ہے	۲۹
۱۶	اسلام میں مکمل داخلہ مطلوب ہے	۲۹
۱۷	آزمائشوں پر صبر جنت میں داخلے کا سبب	۳۰
۱۸	ارتداد نیکیوں کے اِکارت ہونے اور استحقاقِ جہنم کا سبب	۳۱
۱۹	اشاعتِ دین میں مالی اعانت کی فضیلت	۳۲
۲۰	مسلمان اپنی تعداد کم ہونے سے مایوس نہ ہوں	۳۲
۲۱	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت	۳۳
۲۲	دوسرے مذاہب والوں کو دعوتِ کلمہ	۳۳
۲۳	اہلِ کتاب کی اہلِ ایمان کو گمراہ کرنے کی ناکام خواہش	۳۴
۲۴	باہمی اتفاق واتحاد کا حکم	۳۴
۲۵	دعوت اِلی الخیر کا حکم اور خیر امت ہونے کی وجہ	۳۵
۲۶	ارتداد (دین سے پھر جانے) پر سخت عذاب کی وعید	۳۵
۲۷	کافروں کی اطاعت کا نتیجہ	۳۶
۲۸	کفر اختیار کرنے والے اپنا ہی نقصان کرتے ہیں	۳۷
۲۹	اِرتداد سے توبہ اور اس کی قبولیت	۳۷
۳۰	اہلِ ایمان کو گمراہ کرنے والے اسلام کے دشمن	۳۸
۳۱	کفر کی اشاعت کرنے والوں سے تعلق اور دوستی کی ممانعت	۳۸

۳۲	خبر کی تحقیق کرکے ہی کسی بات پر یقین کرنا چاہیے	۳۹
۳۳	جہاں کفریات کا چرچا ہو وہاں مت بیٹھو	۴۰
۳۴	کفر کی وجہ سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں	۴۱
۳۵	تبلیغِ دین کا وجود اور عدمِ تبلیغ کی مذمت	۴۲
۳۶	مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہود اور مشرکین	۴۲
۳۷	اللہ کا ڈر اور خوف پیدا کرنے کا حکم	۴۳
۳۸	ایمان لانے کے بعد ارتداد اختیار کرنے کی مذمت	۴۳
۳۹	سبھی لوگوں کو دعوت الی التوحید	۴۴
۴۰	ارتداد کی صریح مذمت	۴۴
۴۱	دعوتِ دین کسی بھی صورت میں بے فائدہ نہیں	۴۴
۴۲	استطاعت کے باوجود تبلیغِ دین میں مداہنت موجبِ عقاب ہے	۴۵
۴۳	سعیٔ ارتداد میں خرچ شدہ مال اِکارت جائے گا	۴۶
۴۴	اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول کے ساتھ باہمی اتحاد بھی ضروری	۴۶
۴۵	تبلیغ دین میں دکھلاوا اور اتراہٹ نہ ہو	۴۷
۴۶	مخالف قوموں کی طرف سے موافقت صرف زبانی جمع خرچ ہے	۴۷
۴۷	کفار اپنی خواہش اور آرزو میں ناکام ہوں گے	۴۸
۴۸	کوشش کن لوگوں پر فرض نہیں؟	۴۹
۴۹	اشاعت وتبلیغِ دین کا معتدل طریقہ	۴۹

۵۰	اس رسالے کے لکھنے کا مقصد	۵۰
۵۱	قابلِ توجہ؛ خلاصۂ تحریر	۵۱
۵۲	اطلاع ثانی	۵۳
۵۳	اطلاع ثالث	۵۳
۵۴	نقلِ خط وفدِ مدرسہ وخانقاہ امدادیہ	۵۴
۵۵	حساب آمد وخرچ متعلق مدِ تبلیغِ اسلام واحکام	۵۵
۵۶	تمت بالخیر	۵۶

○❖○

تقریبِ اشاعت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دارالعلوم دیوبند

علومِ دینیہ کی تعلیم واشاعت علمائے کرام کی اہم ذمہ داری ہے، علماء اپنی اس ذمہ داری کی ادائیگی میں ہمیشہ سرگرم رہے ہیں، قیامِ دارالعلوم دیوبند کے مقاصد میں تعلیم و تربیت اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ زبان وقلم کے ذریعہ علومِ دینیہ اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت کو بھی اہمیت حاصل رہی، اسی کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم کے فضلاء نے دینی واسلامی موضوعات پر حالات کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن وحدیث، فقہ وتفسیر، سیرت وعقائد، تاریخ وتذکرہ اور تصوف وسلوک وغیرہ ہر عنوان پر وقیع اور بصیرت افروز تصانیف تیار کرنے کو خصوصی مشغلہ بنایا، چناں چہ دارالعلوم دیوبند میں معیاری علمی لٹریچر کی نشر واشاعت اور اکابر کے علوم وافکار کی تحقیق وترویج کے مقصد سے "شیخ الہند اکیڈمی" کے نام سے ایک شعبہ قائم کیا گیا، جس میں اب تک ساٹھ سے زائد معیاری، علمی وتحقیقی کتابیں شائع کی جاچکی ہیں۔

سالِ گذشتہ ہمارے ملک ہندوستان بلکہ دنیا بھر میں کورونا وائرس کی وجہ سے لاک ڈاؤن ہوا، تو تعلیمی نظام کے تعطل کی وجہ سے یہاں پر فیصلہ لیا گیا کہ دارالعلوم کے اساتذہ سے حسب ذوق و صلاحیت مختلف علمی کام لیے جائیں، اسی مقصد سے چند اساتذہ پر مشتمل ”تحقیق وتالیف وترجمہ کمیٹی“ تشکیل دی گئی۔ کمیٹی نے غور وخوض کے بعد مختلف قدیم کتابوں کی نئے انداز پر ترتیب، تسہیل وتحقیق اور حسب ضرورت نئے عناوین پر لٹریچر کی تیاری کا نظام بنایا، اس کے بعد اساتذۂ کرام نے حسب ذوق کاموں کا انتخاب کیا؛ چنانچہ بعض اساتذہ نے قدیم کتابوں کی تحقیق وتسہیل کا کام کیا اور بعض نے حالاتِ حاضرہ کے تقاضوں سے ہم آہنگ اور معاصر ذہن کے شکوک وشبہات کا ازالہ کرنے کے مقصد سے متعدد جدید عناوین پر رسائل وکتب ترتیب دینے کا بیڑا اٹھایا، تقریباً چالیس نئے عناوین پر کام ہوا جن میں ضروری اور حساس عنوانات بھی شامل ہیں، اسی کے ساتھ اکابر علمائے دیوبند کی تقریباً بیس کتابوں کو تسہیل وتحقیق سے آراستہ کیا گیا، الحمدللہ یہ تعطل کا زمانہ مفید اور اہم علمی وتصنیفی مشغولیت میں صرف ہوا، جس کے سبب متعدد علمی کاموں کی پورا کیا گیا۔

زیرِ نظر رسالہ ”الانسداد لفتنۃ الارتداد“ (فتنۂ ارتداد کی روک تھام) مؤلفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، جس پر قاری محمد یوسف صاحب استاذ شعبۂ تجوید دارالعلوم دیوبند نے تسہیل واضافۂ عناوین کا کام کیا ہے، اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جناب حضرت مفتی زین الاسلام صاحب (مفتی دارالعلوم دیوبند) نے اِس پر نظر ثانی فرمائی، ضروری کارروائی اور نظر ثانی کے مراحل سے گذرنے کے بعد اس کو شیخ الہند اکیڈمی سے شائع کیا جارہا ہے۔

اس موقع سے حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری رحمہ اللہ معاون مہتمم دارالعلوم دیوبند کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے، موصوف تحقیق وتالیف کمیٹی کے نگراں

تھے اور کمیٹی کے امور سے دلچسپی رکھتے تھے، افسوس کہ اِس سلسلہ کی کوئی بھی کاوش منظر عام پر آنے سے قبل ہی جوارِ رحمت میں چلے گئے، اللہ تعالیٰ مغفرت فرما کر درجات بلند فرمائے۔ آمین

اخیر میں 'تحقیق وتالیف کمیٹی' کے اراکین اور کمیٹی کے کنوینر جناب مولانا عمران اللہ صاحب استاذ دار العلوم دیوبند اور جناب قاری محمد یوسف صاحب استاذ شعبۂ تجوید دار العلوم دیوبند کا ذکر بھی ضروری ہے کہ ان کی دلچسپی اور محنت سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا اس کے لیے وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ جزاہم اللہ خیرالجزاء!

اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو قبول فرمائیں اور امت مسلمہ کے لیے اس کتاب کو مفید بنائیں۔ آمین

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین!

ابوالقاسم نعمانی غفرلہٗ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱۵/ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ=۲۷/جولائی ۲۰۲۱ء

حرفِ اوّلیں

علماء کرام کا یہ امتیاز رہا ہے کہ مذہب اسلام کی اشاعت وحفاظت اور مدافعت کو وہ اہم ترین فریضہ گردانتے ہیں، جس کی ادائیگی کے لیے قیمتی لمحات قربان کرنا، جان و مال نچھاور کرنا بھی ان کے نزدیک باعث سعادت بلکہ فخر کا سبب ہوتا ہے جب بھی ضرورت پیش آئی، حاملین علوم نبوت نے آگے بڑھ کر قربانیاں پیش کی ہیں، دین کی نشر واشاعت، سادہ لوح عوام میں دین کی دعوت وتعلیم، عقیدۂ توحید، اصلاحِ اخلاق، رسوم وبدعات کا انسداد، دینی احکام پر عمل کی تلقین، امر بالمعروف کی تبلیغ، عبادات کی ترغیب، منکرات وفواحش اور عملی کوتاہی پر زجر وانذار ہو، ناخواندہ طبقہ میں تعلیم کا نظم کر کے ناخواندگی کو مٹانا، غیروں کی طرف سے دینی احکام وعقائد میں پیدا کردہ شکوک وشبہات کا ازالہ ہو، غیروں کی طرف سے کیے گئے حملوں کا مقابلہ، غیر مسلمین میں دین حق کا تعارف، ناسمجھی ونادانی کی بنا پر دین اسلام سے برگشتہ ہونے والے سادہ لوح عوام کی تفہیم وادراک کی واپسی کی کوشش، نیز ارتداد پر بند لگانے کی جدوجہد، وغیرہ پر مشتمل، علماء کرام کی قربانیوں اور خدمات کا یہ بے لوث جذبہ اپنے اندر ایسا مستحکم تسلسل رکھتا ہے جس میں کبھی انقطاع نہیں رہا، آج بھی علماء کی جماعت اسی جذبہ کے ساتھ سرگرم عمل ہے۔

جب ملک میں آزادی کی تحریک زور شور سے چل رہی تھی اور مسلم ہندو مل کر انگریزوں کے خلاف جدوجہد کر رہے تھے تو انگریزوں کے اشارے پر شدھی سنگھٹن کی تحریک برپا کی گئی جس کا مقصد دین اسلام سے برگشتہ کر کے ان کو آرین بنانا اور مرتد بنانا تھا، آرین مبلغین سادہ لوح مسلمانوں کے علاقوں میں جاتے، دین اسلام پر اعتراضات کر کے اس کو کمزور اور غلط ٹھہراتے، پھر اپنے نظریہ کی ترجیح ثابت کر کے مالی لالچ وغیرہ کے

ذریعہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے تھے، اس تحریک کے نتیجے میں دور دور تک ارتداد پھیل گیا اور ہزاروں لوگ مرتد ہو گئے، جب یہ خبر عام ہوئی تو علماء اس کے انسداد کے لیے سرگرم ہوئے، دارالعلوم میں شعبہ تبلیغ کا قیام بھی عمل میں آیا تا کہ فتنۂ ارتداد پر منظم طریقہ سے بند لگایا جا سکے، جمعیۃ علماء ہند اور دیگر علماء کرام بھی اس سلسلہ میں متفکر ہوئے اس حوالہ سے ان کی خدمات بھی لائق تحسین ہیں، اس فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لیے علماء نے ہر ممکن طریقہ کو اپنایا، جگہ جگہ وفود بھیجے، مکاتب قائم کیے، متاثرہ علاقوں میں دورہ کر کے عوام کو سمجھایا، پروگرام منعقد کیے، جا بجا میٹنگ اور پنچایتوں کا انعقاد بھی ہوا، اور تحریری طور پر بھی اس سلسلہ میں کوششیں ہوئیں، اور ارتداد کی قباحت اجاگر کرنے کے لیے بھی علماء نے قلم اٹھایا اور رسائل تحریر کیے، دینی مکاتب کے لیے آسان نصاب تیار کیا، اخبارات و رسائل میں مضامین شائع کیے گئے، عقائد و احکام پر مشتمل کتابچے بھی منظر عام پر آئے۔

زیر مطالعہ رسالہ "الانسداد لفتنۃ الارتداد" حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے قلم سے اسی زمانہ میں منظر عام پر آیا، بذریعہ اخبارات حضرت والا کو جب آریہ سماج کے ارتداد پھیلانے کی مساعی اور مسلمانوں کے اس سے متاثر ہونے کا پتہ چلا تو حضرت متفکر ہوئے، اس سلسلہ میں جد و جہد کرنے والے دیگر علماء کی مدد اور ان کی تائید کرنے کے ساتھ حضرت نے یہ رسالہ تحریر فرمایا، بوقتِ تحریر حضرت کے پیشِ نظر یہ تھا کہ اس وقت مبلغین مختلف علاقوں میں دورے کر رہے ہیں عوام کو سمجھانے کے لیے ان کو صحیح اور معتبر مستند معلومات کی ضرورت ہے تا کہ ایک معتد بہ مقدار میں ان کو یہ مضامین یکجا مل جائیں اس لیے قرآن کریم سے یہ چالیس آیات منتخب کر کے مرتب فرمائیں اور صرف آیت کریمہ، ترجمہ اور معمولی وضاحت پر اکتفا کیا، تفصیل نہیں کی، تا کہ مبلغ اپنی لیاقت سے اس کو مبسوط کر سکے، یہ رسالہ مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون سے اوّل مرتبہ ۱۳۴۱ھ میں شائع ہوا، اور اس وقت مبلغین نے اس سے خوب استفادہ کیا، اس کے بعد سے یہ

رسالہ نایاب تھا، موجودہ حالات میں جب کہ ارتداد کا فتنہ پھر سے ابھر رہا ہے اور غیروں کی طرف سے مسلم بچیوں اور بچوں کو ارتداد میں مبتلا کرنے کی خاطر خواہ کوششیں بھی جاری ہیں اس لیے اس رسالہ کی اشاعت کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس کو پھر سے منظر عام پر لانے کا خیال ہوا۔

سال گذشتہ جب دارالعلوم میں تعلیمی نظام موقوف ہوا اور کرونا بیماری کے سبب ساری سرگرمیاں معطل ہوگئیں، تو ارباب انتظام نے تحریری و تصنیفی عمل کو جاری رکھنے کے لیے تحقیق وتالیف کمیٹی تشکیل دی، جس کی ذمہ داری احقر کے کاندھوں پر ڈالی گئی، کمیٹی نے کام کا خاکہ تیار کرکے اساتذۂ کرام کی خدمت میں ارسال کیا، اس موقع پر محترم جناب قاری محمد یوسف صاحب استاذ شعبۂ تجوید دارالعلوم دیوبند نے کتاب مذکور "الانسداد لفتنة الارتداد" کو منتخب کیا، اور پوری دلچسپی، محنت وتوجہ سے حواشی وعناوین کے اضافے، رموزِ املا کی رعایت کے ساتھ تحقیق وتحشیہ کا کام مکمل کرکے کمیٹی کے سپرد کردیا، کمیٹی کے مشورے سے حضرت مولانا مفتی زین الاسلام صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند نے اِس پر نظر ثانی فرمائی، حضرت مفتی صاحب کی نظر ثانی اور کمیٹی کی کارروائی کے بعد اب یہ کتاب "الانسداد لفتنة الارتداد" ''فتنۂ ارتداد کی روک تھام'' کے نام سے ''شیخ الہند اکیڈمی'' سے شائع کی جارہی ہے۔

ابھی تحقیق وتالیف کمیٹی کے تحت جاری تصنیفی وتحقیقی عمل کے نتائج منظر عام پر نہیں آسکے تھے، بعض کتابیں اور رسائل تکمیل ونظر ثانی کے بعد کتابت وطباعت کے مرحلے میں ہی تھیں کہ استاذِ محترم اور تحقیق وتالیف کمیٹی کے نگراں حضرت مولانا قاری سیّد محمد عثمان صاحب منصور پوری دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے، تحقیق وتالیف کمیٹی کے امور سے حضرت والا کو دلچسپی تھی، اس کاوش کے منظر عام پر آنے سے حضرت والا کو بہت خوشی ہوتی اللہ تعالیٰ حضرت والا کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

اس موقع سے حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، اور اراکین کمیٹی حضرت مولانا محمد سلمان صاحب بجنوری، حضرت مولانا محمد ساجد صاحب ہردوئی، حضرت مولانا عارف جمیل صاحب مبارکپوری اساتذۂ دارالعلوم دیوبنداور حضرت مفتی زین الاسلام صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں کلماتِ تشکر پیش ہیں کہ ان حضرات کی توجہات ہمہ وقت حاصل رہیں اور ساتھ ہی محترم جناب قاری محمد یوسف صاحب استاذ شعبۂ تجوید دارالعلوم دیوبند کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ موصوف نے اپنی شبانہ روز مصروفیات میں سے وقت فارغ کر کے دلچسپی وجدوجہد کے ساتھ اس کتاب پر نظر کر کے حوالہ جات، تصحیح اغلاط، اضافۂ عناوین سے اِس کو مزین کیا جس کے ذریعہ کتابِ مذکور میں حضرت تھانویؒ کے علوم سے استفادہ آسان ہوگیا اور ارتداد پر کام کرنے والوں کے لیے ایک معتبر ومستند ذخیرہ، آیات قرآنیہ کا انتخاب مع ترجمہ وتشریح فراہم ہوگیا۔

جزاہم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس تحقیقی و تصنیفی سلسلہ کو خیر کا ذریعہ بنائے اوراس کتاب کو نافع بنائے۔ آمین

بہ قلم

عمران اللہ قاسمی

کنوینر تحقیق وتالیف کمیٹی ونگراں شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند

۱۵رذی الحجہ ۱۴۴۲ھ = ۲۷رجولائی ۲۰۲۱ء

گذارشِ واقعی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد!

مذہب اسلام حق وصداقت پر مبنی مکمل دستورِ حیات ہے، اور ہر طرح کی افراط وتفریط سے منزہ ہے، لوگوں کو بے راہ روی وگمراہی سے نکال کر صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے، مگر جو چیز جتنی قیمتی ہوتی ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اُتنی ہی زیادہ بڑھ جاتی ہے، مخالفینِ اسلام طرح طرح سے مسلمانوں کو ورغلانے اور بہکانے اور دین سے دوری وبیزاری پیدا کرنے کی سازشیں رچتے رہتے ہیں، خصوصاً مسلمانوں کو دین سے ہٹا کر کفر وشرک میں مبتلا کرنا جس کو آج کل گھر واپسی کا نام دے دیا گیا ہے، اِسی طرح ''لو جہاد'' کے نام سے مجبور کرنا یا دوسرے حربوں سے دین سے نکال کر بددینی پیدا کرنا، جیسا کہ بعض مخالفین شب وروز اسی تگ ودو میں لگے ہوئے ہیں، خاص کر کمزور وغریب مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال کر ایمان سے پھیرنے کی سرتاپا کوشش کرتے رہتے ہیں، ماضی میں مسلمانوں کو ایمان سے پھیرنے اور مرتد بنانے کی کوششیں تحریک کی صورت میں چلی ہیں، جن سے متاثر ہوکر کچھ علاقوں میں ارتداد پھیلا اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ارتداد کی شکار ہوگئی، ایسے ہی موقع پر مسلمانوں کو بددینی سے بچانے کے لئے اور ارتداد کی روک تھام کے لیے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے چالیس قرآنی آیات

کو جمع کر کے ایک بہترین مجموعہ "الانسداد لفتنة الارتداد" کے نام سے تالیف کیا ہے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ علمی دنیا کا ایک معتبر و مستند نام ہے، آپ فقہ وتفسیر وحدیث اور دیگر علومِ اسلامی پر گہری دستگاہ رکھتے تھے، امت کی اصلاح ورہنمائی کے حوالہ سے آپ کی خدمات تاریخ کا تابناک حصہ ہیں، متعدد فنون میں سینکڑوں کتابیں آپ کی علمی یادگار ہیں اور آج بھی امت کی رہنمائی وفلاح کا کام کر رہی ہیں، آپ کی تالیفات میں سے یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس کی افادیت نام سے واضح ہے، موجودہ وقت میں جب کہ ارتداد پھر سے قدم پسار رہا ہے اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

سالِ گذشتہ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کی طرف سے ''شعبۂ تحقیق وتالیف وترجمہ'' کے ذریعے بندے کو اس کتاب پر کام کرنے کا موقع دیا گیا احقر نے اس کو باعثِ سعادت سمجھتے ہوئے عبارت کی تصحیح، نصوص کا حوالہ اور مشکل الفاظ کے معانی بیان کر دیئے، اور اپنا کام اس طرح کے [ ] بین القوسین میں رکھا ہے، راقم نے حسبِ موقع عنوان لگا کر اس تحریر کو مفید اور مزید سہل بنانے کی ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ بہت بڑے محقق اور مجددِ وقت تھے، ان کی تحریر پر قلم اٹھانا مجھ جیسے ناچیز کے لیے ممکن نہ تھا؛ مگر موجودہ زمانے میں سہولت پسندی غالب آجانے کی وجہ سے مزاجوں میں کافی تبدیلی رونما ہوگئی ہے اس لیے متعدد قدیم کتابوں کو نئے انداز وطریق پر شائع کیا جا رہا ہے، احقر کا یہ کام اسی پس منظر میں اکابر دارالعلوم کے حکم کی تعمیل ہے، اس کو انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھانے سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے مگر احقر کے لیے یہ شرف کی بات ہے کہ کام کے دوران احقر کو اسے بار بار پڑھنے اور سمجھنے کا موقع ملا، اور اس کے لیے راقم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر گذاری کے ساتھ، حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور سابق معاون مہتمم حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب نور اللہ مرقدہٗ، مفتی زین الاسلام صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند کا شکر گذار ہے اور بالخصوص

رفیقِ مکرم مفتی عمران اللہ صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند تحقیق وتالیف کمیٹی کے کنوینز کا بھی شکرگذار ہے کہ موصوف نے پوری دلچسپی کے ساتھ قدم قدم پر رہنمائی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو قبول فرما کر ذخیرۂ آخرت بنائے، اور مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند کا فیض مزید عام وتام اور جاری وساری فرمائے۔ آمین

محمد یوسف سہارنپور
خادم شعبۂ تجوید وقرأت دارالعلوم دیوبند
۱۸؍ جمادی الاخری ۱۴۴۲ھ

مختصر حالات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ

۱۲۸۰-۱۳۶۲ھ/ ۱۸۶۳-۱۹۴۳ء

آپ حکیم الامت کے لقب سے مشہور عالم ربانی، عظیم ترین مصنف، مصلحِ وقت اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ دین کے ہر شعبہ اور ہر موضوع پر آپ نے نہایت قیمتی سرمایہ چھوڑا ہے۔ آپ کا شمار شریعتِ اسلامیہ کے متبحر علماء اور تاریخِ اسلامی کے کثیر التصانیف بزرگوں میں ہوتا ہے اور علماء دیوبند میں تصانیف کی تعداد کے لحاظ سے آپ سب سے اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ آپ طریقت وسلوک میں بھی مقامِ رفیع کے مالک تھے۔ آپ کی ذات علومِ ظاہری وباطنی کا مخزن تھی۔ آپ کی تحریریں علم وفضل کا معدن ہوتی تھیں اور تقریر میں بھی بلا کی اثر انگیزی تھی۔ خود ایک درویش گوشہ نشین تھے لیکن ان کا آستانہ بڑے بڑے اربابِ ثروت ودولت اور اصحابِ علم وفضل کی عقیدت گاہ تھا۔ آپ کی خانقاہ علم معرفت وروحانیت کا ایک چشمۂ صافی تھا کہ ہزاروں تشنہ کام آتے اور سیراب ہو کر جاتے تھے۔ زندگی اتباعِ سنت کا زندہ نمونہ اور گفتگو اسرار ورموزِ طریقت کا دفترِ گراں مایہ تھی۔ مواعظِ حسنہ اور کثیر تصانیف کے ذریعہ حضرت نے اصلاحِ عقائد واعمال اور ابطالِ رسوم وبدعات کی جو عظیم الشان خدمت انجام دی ہے وہ تمام ہم عصروں میں ان کا طغرائے امتیاز ہے۔ تقویٰ وطہارت، تفقہ فی الدین، شرعی علوم میں مہارت وبصیرت، راست گفتاری ومخلصانہ عمل کوشی، بے لوث خدمتِ دین اور بے غرضانہ تلقینِ رشد وہدایت آپ کے وہ اوصافِ عالیہ اور فضائلِ حمیدہ ہیں جو ہر موافق ومخالف کے نزدیک برابر مسلم رہے ہیں۔

ولادت اور تعلیم

۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۸۶۳ء کو پیدا ہوئے۔ تاریخی نام کرم عظیم ہے، دادھیال والوں نے عبدالغنی نام تجویز کیا، لیکن حضرت حافظ غلام مرتضی مجذوب پانی پتیؒ کے دیئے ہوئے نام اشرف علی سے آپ مشہور خلائق ہوئے۔ تھانہ بھون کے شیوخ فاروقی میں سے تھے۔ پانچ سال کے تھے کہ والدہ محترمہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اس کے بعد مستقل والد محترم شیخ عبدالحق صاحب کی تربیت میں رہے۔ ذکاوت و ذہانت کے آثار بچپن سے ہی نمایاں تھے۔

قرآن شریف حافظ حسین علی سے حفظ کیا۔ فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں وطن میں مولانا فتح محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں جو دارالعلوم کے اولین فارغین میں سے تھے۔ فارسی کی اعلی کتابیں اپنے ماموں مولانا واجد علی صاحب سے پڑھیں۔

۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء کے اواخر میں تکمیلِ علوم کی غرض سے دارالعلوم میں داخلہ لیا اور ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۴ء میں دارالعلوم سے فراغت حاصل کی۔ آپ نے حضرت مولانا محمد یعقوبؒ اولین صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند سے زیادہ استفادہ کیا۔ حضرت نانوتویؒ سے بھی براہ راست بعض تفسیری درسوں میں مستفید ہوئے۔ آپ دارالعلوم دیوبند میں اُس سال بغرضِ حصولِ تعلیم تشریف لائے تھے جس سال حضرت نانوتویؒ کا وصال ہوا؛ اس لیے حضرت نانوتویؒ سے مزید استفادہ نہیں فرما سکے، بلکہ حضرت ملا محمودؒ، حضرت مولانا سید احمد دہلویؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا عبدالعلیؒ صاحب وغیرہ سے مختلف کتابیں پڑھیں۔ تجوید و قرأت کی تعلیم مکہ مکرمہ میں قاری محمد عبداللہ مہاجر مکیؒ (استاذ مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ) سے حاصل کی۔

ابتدائی حالات اور نسبتِ باطنی کا حصول

۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۴ء میں اولاً ۔ رسہ فیضِ عام کان پور میں صدر مدرس مقرر ہوئے اور

پھر مدرسہ جامع العلوم کان پور کی مسندِ صدارت کو زینت بخشی۔ کان پور میں آپ کے درسِ حدیث کی شہرت سن کر دور دور سے طلبہ کھنچے چلے آتے تھے۔ تدریسی خدمات کے علاوہ وعظ وارشاد بھی فرمایا کرتے تھے جس کی وجہ سے لوگ آپ سے کافی قریب ہو گئے تھے۔ باوجودیکہ کانپور میں اہلِ بدعت کی خاصی تعداد اور زور تھا مگر حضرت تھانوی کی محبت اور آپ سے تعلق لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو گیا تھا، جب کہ عمر بھی کچھ زیادہ نہ تھی۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے ذریعہ سے بواسطہ خط غائبانہ بیعت حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی سے ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۲ء میں ہو چکی تھی، پھر ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۴ء کے حج میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اخذِ فیض کیا۔ ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۳ء میں دوبارہ حج کیا اور حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر دوبارہ ایک زمانہ خاص تک رہ کر استفادۂ باطنی فرمایا اور خلعتِ خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔

تھانہ بھون میں مستقل قیام اور علمی و دینی خدمات

حضرت حاجی صاحب کے مشورہ کے مطابق ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء میں کان پور چھوڑ کر خانقاہِ امدادیہ تھانہ بھون میں متوکلانہ قیام فرمایا اور وہیں تادمِ واپسیں ۴۷ سال تک تبلیغ دین، تزکیۂ نفس اور تصنیف و تالیف کی ایسی عظیم الشان اور گراں قدر خدمات انجام دیں کہ جس کی مثال اس دور کی کسی دوسری شخصیت میں نہیں ملتی۔ اللہ نے آپ کے وعظ میں بڑا اثر رکھا تھا، بڑے بڑے مجمع میں مخالفین کی اکثریت کے باوجود وعظ فرماتے تھے اور لوگ متاثر ہوتے تھے۔ کان پور میں تدریس چھوڑنے کے بعد وعظ کا شغل تا حیات باقی رہا۔ آپ کا شمار عظیم اصحابِ طریقت اور اکابرِ تصوف میں ہوتا ہے۔ تھانہ بھون میں خانقاہِ امدادیہ میں جویانِ فیض اور طالبانِ حق کا تانتا بندھا رہتا۔ اس زمانہ کے بڑے بڑے علماء و افاضل آپ کی خدمت میں استفادہ کے لیے حاضر ہوتے تھے۔

اس راہ سے آپ نے اسلام اور اہلِ اسلام کی جو خدمت کی، وہ کم ہی لوگوں کے نصیب میں آئی ہے۔

آپ کے مواعظ، تصانیف اور ملفوظات نے لاکھوں کو انسان، ہزاروں کو مسلمان اور سیکڑوں کو متقی کامل بنادیا۔ آپ کی بدولت بے شمار بدعات اور غیر اسلامی رسوم کے دروازے بند ہوئے۔ آپ کی تصانیف و مواعظ سے لاکھوں افراد کو علمی و عملی فیض پہنچا۔ عوام اور خواص کا جتنا بڑا طبقہ بیعت وارشاد کی راہ سے اس دور میں ان سے مستفیض ہوا اس کی مثال کم ہی ملے گی۔ ان کی رفعت و بلندی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ غیر منقسم ہندوستان کے بڑے بڑے صاحبِ علم وفضل اور اہلِ کمال ان کے حلقۂ بیعت میں شامل تھے۔ آپ کے مشہور خلفاء و منتسبین میں برِ صغیر کے جلیل القدر علماء و فضلاء اور بزرگان دین کے نام آتے ہیں، مثلاً: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ مفتی اعظم پاکستان وبانی دارالعلوم کراچی، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مرتب اعلاء السنن، حضرت مولانا عبدالباری ندویؒ، حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ، حضرت مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ، حضرت مولانا وصی اللہ الہ آبادیؒ، حضرت مولانا مسیح اللہ جلال آبادیؒ، حضرت مولانا عبدالغنی پھول پوریؒ، حضرت مولانا ابرار الحق ہردوئی رحمہم اللہ وغیرہم۔

ان کی ذات والا صفات علم وحکمت اور معرفت وطریقت کا ایک ایسا سرچشمہ تھی جس سے نصف صدی تک برِ صغیر کے مسلمان سیراب ہوتے رہے۔ دین کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں ان کی عظیم خدمات تقریری و تصنیفی صورت میں نمایاں نہ ہوں۔

تصنیفی خدمات

آپ کا علم نہایت وسیع اور گہرا تھا، جس کا ثبوت آپ کی تصانیف کا ہر ہر صفحہ دے سکتا

ہے۔ دین کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں تصانیف موجود نہ ہوں۔ وہ اپنی تصانیف کی کثرت اور افادیت کے لحاظ سے ہندوستانی مصنفین میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ آپ کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد ساڑھے تین سو کے قریب ہے۔ ان کے علاوہ تین سو سے زائد وہ مواعظ ہیں جو چھپ چکے ہیں۔ مجموعی طور پر حضرت تھانویؒ کی تصانیف ورسائل کی تعداد تقریباً آٹھ سو ہے۔ برِ صغیر کے پڑھے لکھے مسلمانوں کے کم گھر ایسے ہوں گے جہاں حضرت تھانوی کی کوئی تصنیف موجود نہ ہو۔ ان میں بہشتی زیور کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ہر سال مختلف مقامات سے ہزاروں کی تعداد میں چھپتی ہے اور ہاتھوں ہاتھ نکل جاتی ہے۔

کل کی کل تصنیفات تحقیقاتِ علمیہ اور نکاتِ احسانیہ سے لبریز ہیں۔ ان میں تفسیرِ بیان القرآن، شرحِ مثنوی مولانا روم، امداد الفتاوی، التعرف الی التصوف وغیرہ کئی کئی جلدوں میں ہیں۔ ملفوظات، مواعظ اور خطبات کی تعداد سیکڑوں کی حد تک ہے۔ ان تصانیف میں مشکل آیاتِ کریمہ کی تفسیر، احادیث شریف کی شرح اور فقہ کے مشکل مسائل کے جواب، سلوک وطریقت کے نکتے، اخلاقی فضائل ورذائل کی حکیمانہ تحقیق اور ان کے حصول وازالہ کی تدابیر اور زمانۂ حال کے شکوک وشبہات کے جوابات سب کچھ ہیں۔ تصانیف میں متفرق علوم ومسائل اس کثرت سے ہیں کہ اگر ان میں سے ہر موضوع کے مباحث کو علاحدہ علاحدہ کیا جائے تو ہر موضوع پر ایک ایک مستقل کتاب بن جائے۔ چناں چہ اس قسم کے درجنوں مجموعے آچکے ہیں اور اب تک اس کا سلسلہ جاری ہے۔ خطوط کے جوابات کا جن کے متعلق وفات کے دن تک یہ اہتمام رہا کہ آج کے خط کا جواب کل کے لیے نہ اٹھا رکھا جائے، عظیم الشان دفتر الگ ہے۔

تصنیفات میں بلکہ ہر تحریر میں اہل نظر کو معلوم ہوگا کہ گویا مصنف کے سامنے سارے مسائل ومواد یکجا ہیں اور وہ سب کو اپنی اپنی جگہ احتیاط سے رکھتا جاتا ہے۔ عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ مصنف جس موضوع پر قلم اٹھاتا ہے اس میں اس کو ایسا غلو ہو جاتا ہے کہ دوسرے

گوشوں سے اس کو ذہول ہو جاتا ہے۔ لیکن حضرت کی تصانیف کی خاص بات یہ ہے کہ آپ کا قلم مکمل احتیاط اور رعایت کے ساتھ غلو سے بچ کر اس طرح نکلتا ہے کہ جاننے والوں پر حیرت چھا جاتی ہے۔ آپ کا ترجمہ قرآن، تاثیر، سہولتِ بیان اور بیانِ مطالب میں اپنی نظیر آپ ہے۔ بیان القرآن آپ کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ اسی طرح حدیث میں اعلاء السنن کے نام سے فقہ حنفی کی مستدل احادیث کا جو زبردست ذخیرہ مرتب کیا گیا آپ ہی کی کوششوں سے وجود میں آیا۔

آپ کی زندگی بڑی منظم تھی۔ کاموں کے اوقات مقرر تھے اور ہر کام اپنے وقت پر انجام پاتا تھا۔ متوسلین کے بہت خطوط آتے تھے، مگر بقیدِ وقت ہر ایک کا جواب خود اپنے قلم سے تحریر فرماتے تھے۔ سچ یہ ہے کہ آپ کی زندگی میں برکت، تصانیف و مشاغل علمیہ کی کثرت و افادیت کا راز بھی بظاہر اسی نظم وضبط اور وقت کے صحیح استعمال میں پوشیدہ ہے۔ ورنہ ۶۷ سال کی مدت میں تصوف وسلوک اور مسترشدین کی اصلاح و خانقاہ کے انتظام کے ساتھ دین کے تقریباً ہر شعبہ اور فن میں تقریباً آٹھ سو نہایت قیمتی، تحقیقی اور بلند پایہ علمی تصنیفات کا ذخیرہ جو ہزار ہا ہزار صفحات پر پھیلا ہو، کوئی معمولی کارنامہ نہیں، بلکہ ایک زندہ کرامت ہے۔

اللہ تعالی نے آپ کو استغناء کے ساتھ فیاضی کے جوہر سے بھی نوازا تھا۔ حضرت تھانوی کی یہ ایک امتیازی خصوصیت ہے کہ اپنی تصانیف سے کبھی ایک پیسہ کا فائدہ حاصل نہیں کیا۔ تمام کتابوں کے حقوقِ طبع عام تھے اور جس کا جی چاہے انھیں چھاپ سکتا تھا۔ حضرت تھانوی کی سیر چشمی اور فیاضی، خلوص وللّٰہیت کی دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اپنی تصنیفات کی غیر معمولی مقبولیت کے باوجود آپ نے کبھی کسی کتاب کا حق اشاعت وطبع اپنے لیے محفوظ نہیں رکھا حالاں کہ اس سے ان کو بلا شبہ لاکھوں کی آمدنی ہو سکتی تھی۔

دارالعلوم دیوبند کی سرپرستی

۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء میں حکیم الامتؒ کو دارالعلوم کا رکن شوری بنایا گیا۔ ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ دارالعلوم دیوبند کے سرپرست ہوئے۔آپ نے اپنی باطنی توجہات اور صرف ہمت کے ذریعہ دارالعلوم کو فتن وحوادث کے تھپیڑوں سے محفوظ رکھا۔ ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں اپنی گوناگوں مشغولیات کی وجہ سے آپ نے سرپرستی کے منصب سے استعفاء دے دیا۔اس کے بعد دارالعلوم کے سرپرست کے نام سے کسی شخصیت کا انتخاب عمل میں نہیں آیا۔

وفات

۱۵-۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ (مطابق ۱۹-۲۰/ جولائی ۱۹۴۳ء) کی درمیانی شب کو تھانہ بھون میں آپ نے اس جہانِ فانی کو خیر باد کہا۔تھانہ بھون ہی میں حافظ ضامن شہیدؒ کے مزار کے قریب اپنے ذاتی باغ میں جسے آپ نے خانقاہِ امدادیہ کے نام وقف کردیا تھا، مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے آپ کے انتقال کے موقع پر لکھا:

”اب اس دور کا بالکلیہ خاتمہ ہوگیا جو حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا یعقوب نانوتوی، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا شیخ محمد تھانوی رحمہم اللہ کی یادگار تھا اور جس کی ذات میں حضرات چشت اور حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت سید احمد شہید کی نسبتیں یکجا تھیں، جس کا سینہ چشتی ذوق وعشق اور مجددی سکون ومحبت کا مجمع البحرین تھا، جس کی زبان شریعت وطریقت کی وحدت کی ترجمان تھی جس کے قلم نے فقہ وتصوف کو ایک مدت کی ہنگامہ آرائی کے بعد باہم ہم آغوش کیا تھا اور جس کے فیض نے تقریباً نصف صدی

تک اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اپنی تعلیم و تربیت اور تزکیہ و ہدایت سے ایک عالم کو مستفید بنا رکھا تھا، اور جس نے اپنی تحریر و تقریر سے حقائق ایمانی، دقائق فقہی، اسرار احسانی اور رموز حکمتِ ربانی کو برملا فاش کیا تھا۔ اسی لیے دنیا نے اس کو ’’حکیم الامۃ‘‘ کہہ کر پکارا اور حقیقت یہ ہے کہ اس اشرف زمانہ کے لیے یہ خطاب عین حقیقت تھا۔‘‘ (یادرفتگاں، ص ۲۵۳ تا ۲۵۴)

حکیم الامتؒ کے تفصیلی احوال کے لیے دیکھئے: اشرف السوانح (خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ)، حکیم الامت نقوش و تاثرات (مولانا عبدالماجد دریابادیؒ)

ماخذ:

= تاریخ دارالعلوم دیوبند، دوم، ص ۵۱ تا ۵۴

= یادرفتگاں، مولانا سید سلیمان ندویؒ، ص ۲۵۳ تا ۲۶۸

= مشاہیر علمائے دیوبند، ص ۶۶ تا ۸۴

(**نوٹ:** یہ مضمون ’’جامع و مختصر تاریخ دارالعلوم دیوبند‘‘ مرتبہ ڈاکٹر مولانا محمد اللہ صاحب، سے ماخوذ ہے)

O❖O

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الانسداد لفتنۃ الارتداد

فتنۂ ارتداد کی روک تھام

بعد الحمد والصلاۃ! اخبارات وروایات سے معلوم ہوا ہے کہ چند روز سے مختلف اضلاع میں جیسے آگرہ، میرٹھ، کانپور، بھرت پور، متھرا، فرخ آباد، علی گڑھ میں ظاہراً آریوں کی ایک کافی جماعت نے (جن میں بڑے بڑے اہلِ مال واہلِ جاہ اور بعض مشہور لیڈر بھی شامل ہیں) اور باطناً [اندرونی طور پر] تمام ہندوؤں نے مسلمان راجپوتوں اور ملکانوں اور دیگر نسلوں کو (جن کی تعداد چار پانچ لاکھ تک بیان کی جاتی ہے) ہندو بنانے کی بلیغ [آخری درجہ کی] کوشش جاری کر رکھی ہے اور ڈیڑھ ہزار تک کو مرتد بھی کر چکے ہیں، مگر مسلمان کچھ سستی سے کچھ غلط فہمی سے اس فتنہ کے انسداد میں سعی کے اُس درجہ تک نہیں پہنچے جتنی ضرورت ہے۔ گو بعض بندگانِ خدا کھڑے ہو گئے ہیں؛ مگر اُن [بندگانِ خدا] کی کوشش کو اُن لوگوں کی کوشش سے کچھ بھی نسبت نہیں، جس کا تدارک بجز اس کے کچھ نہیں کہ اس میں مسلمانوں کی عام شرکت ہو، اور عام شرکت موقوف ہے اس پر کہ مسلمانوں کی نظر میں اس کی اہمیت ہو، پس اسی اہمیت کو پیدا کرنے کے لئے چند ایسی نصوص [آیتوں] کا بطور نمونہ کے جمع کر دینا مناسب معلوم ہوا جن کا اس مسئلہ حاضرہ سے تعلق ہے؛ تا کہ ہر شخص بقدر اپنی اپنی وسع [کوشش] کے، جان ومال سے یعنی تقریر وتحریر سے اور دعا وتدبیر سے اور انفاق قلیل یا کثیر (کم یا زیادہ مال خرچ کرنے) سے اس میں حصہ لے پھر انسداد [روک تھام] اس کا انشاء اللہ تعالیٰ یقینی ہے۔ پھر انسداد کے بعد بھی شرعاً وطبعاً اس کی ضرورت ہے

کہ اشاعت اسلام واحکام کا سلسلہ مستمراً [مسلسل] ومستقلا جاری رہے۔ اب نصوص ملاحظہ ہوں۔

اہل ایمان کو ایمان سے پھیر دینا یہود نصاریٰ کی دلی آرزو

آیت (۱) وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ [سورہ بقرہ آیت ۱۰۹]

ترجمہ: ان اہل کتاب میں سے بہتیرے دل سے یہ چاہتے ہیں کہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر کافر کر ڈالیں محض حسد کی وجہ سے۔

اور اس آیت سے ذرا اوپر کی آیت (آیت ۱۰۵) میں اہل کتاب اور مشرکین کا ایسے احکام میں اقتران [ملنا] ظاہر فرمایا گیا ہے تو یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ منشاء اس سعی ارتداد [دین سے پھیر دینے] کا محض عداوت ہے جو کہ لوازمِ حسد سے ہے، پس اس میں جواب ہو گیا اُس خیال کا جو بعضے مسلمانوں کی زبان پر آتا ہے کہ اس تحریک سے ہندوؤں کی دوستی میں خلل نہ ڈالنا چاہئے، یہ اُن کا امرِ مذہبی ہے اور جن مقاصدِ سیاسیہ کے لئے دوستی کی گئی ہے وہ جدا لین ہے۔ [الگ راستہ ہے] ایسی بات سے حیرت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ تو اس تحریک کا منشاء عداوت بتلا رہے ہیں جو صریحاً ضد ہے دوستی کی اور یہ ابھی تک دوستی ہی کا دم بھرتے جا رہے ہیں۔ کیا ضدین [دو متعارض چیزیں] مجتمع ہو سکتی ہیں۔ پھر مسلمان تو اُن کی اس تحریک کو اُن کا امرِ مذہبی سمجھ کر اُن کو معذور سمجھتے رہیں اور اُن سے یہ بھی نہ ہوا کہ قربانی گاؤ کو مسلمانوں کا امرِ مذہبی سمجھ کر اُن کو معذور سمجھتے۔

پھر یہ کہ بعض مخالفین اسلام کے جس طرزِ عمل کو عداوتِ اسلام سمجھ کر اُن سے معاملات تک قطع کرنے کو واجب کہا گیا تھا اس تاویل میں یہ اور وہ برابر ہیں کہ وہ اس کو اپنا امرِ مذہبی سمجھتے ہیں، پھر حکم متفاوت کیوں ہے؟ کہ ایک سے تو معاملات بھی

ناجائز اور ایک سے موالات [دوستی] تک جائز بلکہ واجب۔ اسلامی حکم تو ترکت اللات والعزی جمیعا ہے۔ [میں نے لات وعزیٰ سب کو چھوڑ دیا، لات وعزی مشہور بتوں کے نام ہیں] پھر ان ساعین ارتداد [ارتداد کی کوشش کرنے والوں کا] کا خود مقولہ ہے کہ بدون [بغیر] اس کے سوراج نہی مل سکتا، جس میں اعتراف ہے کہ یہ تحریک صرف مذہبی نہیں بلکہ سیاسی ہے مگر تاویل کرنے والے خواہ مخواہ مدعی سست گواہ چست کا مصداق بن رہے ہیں، پھر جس سیاسی مقصد کے لئے اُن کی دوستی کو ضروری سمجھا جاتا ہے کیا وہ امر مذہبی نہیں ہے اگر نہیں ہے تو عام مسلمانوں پر ظاہر کردینا چاہئے کہ یہ دین نہیں ہے۔ اور اگر امر مذہبی ہے تو اُس کا جُدا لین ہونا کیا معنی۔ بہر حال یہ ایک غلط فہمی ہے، جو سبب ہوگئی ہے بعضے مسلمانوں کو اس تحریکِ ارتداد کے ناگوار نہ ہونے کا۔ اور ناگوار نہ ہونا بڑا سبب ہے اس انسداد کے قابل اہتمام نہ سمجھنے کا اس لئے اس غلطی کی تصریح کی گئی۔

اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہم مسلمانوں کو بھی اپنے دین کی اشاعت اور اس بددینی کے انسداد میں سعی کرنا چاہئے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ جب وہ ہماری تدابیر کا ابطال کریں گے اور ہم اُن کی تدابیر کا تو کیا یہ طبعاً سبب نہ ہوجاوے گا دوستی قطع ہوجانے کا پھر دوستی کے بقاء کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ اور اس سب سے قطع نظر کیا یہ اسلام کی بیخ کنی [جڑ سے اکھاڑنا] نہیں ہے؟ اور کیا اسلام کی بیخ کنی اسلام سے عداوت نہیں ہے؟ تو کیا اس کی اجازت ہوسکتی ہے کہ جو شخص اسلام سے عداوت کرے اہل اسلام اُس کے دوست بنے رہیں؟ ذرا سمجھ کر جواب دیا جاوے! اور اگر اس پر بھی حیثیتوں کا فرق نکال کر دوستی و دشمنی کے اجتماع کو ممکن مانا جاوے تو وہ اجتماع ایسا ہی ہوگا جیسے کسی طالب علم نے اپنے حقیقی بھائی کو ماں کی گالی دی تھی اور پوچھنے پر یہ کہا تھا؛ کہ اُس ماں میں دو حیثیتیں ہیں، میری ماں ہونے کی حیثیت سے تو مخدومہ مکرمہ اور اس کی

ماں ہونے کی حیثیت سے ایسی اور ایسی۔ کیا اس فرقِ اعتبارات سے احکامِ حقیقیہ اور معاملاتِ حِسّیہ بدل جائیں گے۔

دین کی تبلیغ نہ کرنے اور احکام الٰہی چھپانے پر وعید

آیت (۲) اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَالۡهُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾
[بقرہ:۱۵۹]

ترجمہ: جو لوگ اخفا کرتے ہیں اُن مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ واضح اور ہادی ہیں بعد اس کے کہ ہم اُن کو کتاب میں لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور لعنت کرنے والے بھی اُن پر لعنت بھیجتے ہیں۔

اس آیت میں ''کتمان'' [چھپانے] کو ''بیان'' کے مقابل فرمایا گیا ہے پس اس بناء پر حقیقت اس کی عدمِ بیان ہوئی، تو اس میں اپنے عمومِ الفاظ سے اُن پر بھی وعید ہوگئی جو باوجود عذر نہ ہونے کے تبلیغ واشاعت کا اہتمام نہیں کرتے، اور یہ تبلیغ واشاعت عام ہے خواہ مخاطب مسلمان ہوں یا کافر اور مسلمانوں میں خواہ قدیم الاسلام ہوں یا نومسلم اور کافر میں خواہ کافر اصل ہوں یا مرتد۔ اور اپنے اطلاق سے عام ہے ہر زمان و ہر مکان کو جس کا حاصل یہ سلسلہ اشاعت کا مستمر و مستقل رکھنے کا وجوب ولزوم ہے۔

اشاعتِ کفر کرنے والوں سے دوستی نہ کرو

آیت (۳) وَقٰتِلُوۡهُمۡ حَتّٰی لَا تَکُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّیَکُوۡنَ الدِّیۡنُ لِلّٰهِ ؕ
[بقرہ آیت ۱۹۲]

ترجمہ: اور اُن کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فتنہ نہ رہے اور دین اللہ ہی کا ہو جاوے۔

اِس سے اوپر کی آیت میں کفار کے فتنہ کا ذکر ہے جو کہ اپنے عموم سے دین حق سے روکنے کو بھی شامل ہے چنانچہ ایک آیت میں صدعن سبیل اللہ (اللہ کے راستے سے روکنا) کو فتنہ کہا گیا ہے، پھر اس آیت میں اہل فتنہ کو 'وقت، وجود، شرائط محلِ قتال' فرمایا گیا ہے، کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ قتال دوستوں سے ہوتا ہے؟ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ اشاعت کفر کے ارتکاب کرنے والوں سے کسی حال میں دوستی نہیں ہوسکتی۔

اشاعتِ اسلام کے لیے اعانتِ مالی واجب ہے

آیت (۴) وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ۚۛ

[بقرہ: آیت ۱۹۵]

ترجمہ: اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں، اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو۔

اس آیت میں انفاق فی سبیل اللہ کا حکم واجب ہے اور اشاعتِ دین کا سبیل اللہ ہونا قطعی ہے، پس اشاعت دین میں مالی اعانت کا وجوب اس سے ثابت ہوگیا۔ اور اس انفاق کا مقابل فرمایا ہے: لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ۚۛ کو جس سے صاف معلوم ہوا کہ ایسے مواقع میں مال خرچ کرنے پر بخل کرنا سبب ہوتا ہے تمہارے ضعیف ہوجانے اور مخالف کے قوی ہوجانے کا اور یہ عین تباہی ہے۔

اسلام میں مکمل داخلہ مطلوب ہے

آیت (۵) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ۠ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ الآیۃ [البقرہ: آیت ۲۰۸]

ترجمہ: اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس آیت کے شانِ نزول(۱) پر نظر کرنے سے معلوم ہوگا کہ جب شریعت موسویہ منسوخہ کی رعایت سے اونٹ کا گوشت جو کہ ایک شے مباح ہے چھوڑنا جائز نہیں تو مذہب ہنود کی رعایت سے جو کہ سماوی بھی نہیں تبلیغِ اسلام کا جو کہ واجب اور اوکد الواجبات ہے [دیگر واجبات سے زیادہ مؤکد] ترک کرنا کیسے جائز ہوگا؟ جیسے ابھی ایک حیرت انگیز مقولہ اور مقولہ بھی ایک عالم کا ایک جریدہ [اخبار] میں نظر سے گزرا جس سے حیرت کی حد نہ رہی، کسی نے ان بزرگ سے اعانتِ اصلاحِ معاملہ حاضرہ ارتداد کی استدعا کی تو انہوں نے یہ فرمایا: کہ بحالت موجودہ تفریق جمعیت ہندو مسلمانوں کی (ہندو اور مسلمانوں کا الگ الگ کرنا) مناسب نہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

آزمائشوں پر صبر جنت میں داخلے کا سبب

آیت (۶) اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ الخ [البقرہ:۲۱۴]

ترجمہ: دوسری بات سنو! کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں جا داخل ہوگے حالانکہ تم کو ہنوز اُن لوگوں کا سا کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن پر ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور اُن کو یہاں تک جنبشیں ہوئیں کہ پیغمبر تک اور جو اُن کے ہمراہ اہل ایمان تھے بول اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد کب ہوگی، یاد رکھو بے شک اللہ تعالیٰ کی امداد نزدیک ہے۔

---

(۱) شانِ نزول: حضرت عبداللہ بن سلامؓ وغیرہ جو پہلے علماء یہود سے تھے اور اُس مذہب میں ہفتہ کا روز معظم تھا، اونٹ کا گوشت حرام تھا، ان صاحبوں کو بعد اسلام کے یہ خیال ہوا کہ شریعت موسوی میں ہفتہ کی تعظیم واجب تھی اور شریعت محمدیہ میں اس کی بے تعظیمی واجب نہیں اس طرح شریعت موسوی میں اونٹ کا گوشت کھانا جائز نہیں اور شریعت محمدیہ میں اس کا کھانا فرض نہیں اگر ہم بدستور ہفتہ کی تعظیم کرتے رہیں اور اونٹ کا گوشت باوجود حلال اعتقاد رکھنے کے صرف عملاً ترک کردیں تو شریعت موسوی کی بھی رعایت ہوجاوے اور شریعت محمدیہ کے بھی خلاف نہ ہو اور اس میں اطاعت اور دین کی زیادہ رعایت معلوم ہوتی ہے۔ اس پر یہ آیت مذکورہ بالا (من البقرہ ۲۰۸) نازل ہوئی بیان القرآن۔

غور کیجئے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ومومنین کو جو کفار نے ایسی ایذائیں دیں کیا اس کا سبب بجز تبلیغ کے اور بھی کچھ تھا، ورنہ ذاتی حالات سے اتنا اشتعال (غصہ میں آنا) وہیجان عام عادت میں مستبعد [مشکل] ہے۔ اس سے تبلیغ کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کے لئے کیا کیا اذیتیں اُن حضرات نے سہیں۔

ارتداد نیکیوں کے اکارت ہونے اور استحقاق جہنم کا سبب

آیت (۷) وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهٖ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۗ وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

[بقرہ: آیت ۲۱۷]

ترجمہ: اور یہ کفار تمہارے ساتھ ہمیشہ جنگ رکھیں گے اس غرض سے کہ اگر قابو پاویں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجاوے، تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

اِس آیت میں دینِ اسلام سے (کہ سبیل اللہ کی فردِ اعظم ہے) روکنے کو جیسا کہ ساعین فی الارتداد [مرتد کرنے میں کوشش کرنے والے] کررہے ہیں ایسا فتنہ عظیمہ فرمایا ہے کہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے، کیا کسی دوست سے احتمال ہوسکتا ہے کہ دوست کے قتل کو گوارہ کرے، تو تعجب ہے کہ جو کوئی شخص قتل سے بڑھ کر فتنہ کو گوارہ کرے پھر بھی وہ دوست

سمجھا جاوے۔ اور نیز اس آیت سے ارتداد کی تقبیح [برائی] اعلیٰ درجے کی ثابت ہوتی ہے کہ اگر وہ اسی حالتِ کفر پر مر جاویں تو اُن کے سارے حسنات [نیکیاں] غارت ہو جاتے ہیں اور دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ پس اے بھائیو! ارتداد سے بچو اور جو شخص غلطی سے اس حرکت کا مرتکب ہو بیٹھا ہو وہ توبہ کر کے پھر مسلمان ہو جاوے۔

اشاعتِ دین میں مالی تعاون کی فضیلت

آیت (۸) مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا کَثِیْرَةًؕ [البقرہ: آیت ۲۴۵]

ترجمہ: کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا، پھر اللہ تعالیٰ اُس کو بڑھا کر بہت سے حصے کر دیوے، اِس سے اوپر کی آیت قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ میں اعلاءِ کلمۃ اللہ [اللہ کے کلمے کو بلند کرنے] میں جس سے مقصود اشاعت اسلام ہے، جان خرچ کرنے کا امر فرمایا ہے۔

اس آیت میں اُسی اشاعت اسلام میں (کما دل علیہ السباق) [جیسا کہ آیت کے موقعہ محل سے معلوم ہوتا ہے] مال خرچ کرنے کا ارشاد ہے، تو اس وقت اس فتنۂ ارتداد میں مالی اعانت کرنا یعنی چندہ دینا اس فضیلتِ موعودہ [وعدہ شدہ] کا محل یقینی ہے۔

مسلمان اپنی تعداد کم ہونے سے مایوس نہ ہوں

آیت (۹) کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۝ [بقرہ: ۲۴۹]

ترجمہ: بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آ گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

اس میں بشارت اور تسلی ہے اہل اسلام کو کہ اس فتنہ میں سعی کرنے والے اگر تعداد

میں زیادہ بھی ہوں تب بھی حق تعالیٰ سے امید رکھنا چاہیئے کہ انسداد کی کوشش کرنے والے ان شاء اللہ تعالیٰ غالب اور کامیاب ہوں گے پس اپنی قلت عدد وعُدد [تعداد اور سامان کی کمی] سے بددل نہ ہونا چاہیئے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ہی کامیاب ہوں گے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

آیت (۱۰) مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ [بقرہ ۲۶۱]

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اُن کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے سات بالیں جمیں، ہر بال کے اندر سو دانے ہوں اور یہ افزونی [بڑھوتری] خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں جاننے والے ہیں۔

اس مقصود انسدادِ فتنہ یا اشاعتِ اسلام کا سبیل اللہ ہونا یقینی اور سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے کی اس آیت میں کس قدر فضیلت ہے اور پیسہ سے لے کر روپیوں تک ہر شخص بقدر اپنی وسع [گنجائش] کے اس فضیلت کو حاصل کرسکتا ہے تو تعجب ہے اس پر بھی کہ کسی کو رغبت نہ ہو اس موقع کو غنیمت سمجھو اور ضرور چندہ دو۔

دوسرے مذاہب والوں کو کلمہ کی دعوت

آیت (۱۱) قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ [آل عمران: ۶۴]

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے، یہ کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی

عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرادیں اور ہم میں سے
کوئی کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اگر وہ لوگ
اعراض کریں تو تم لوگ کہہ دو کہ تم اس کے گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں۔

اس میں صریح دعوت ہے اسلام کی طرف جس سے اس دعوت کا مہتم بالشان ہونا ثابت ہوتا ہے، اور جب اہلِ کتاب سے اُن کا مذہب چھوڑوایا جاتا ہے حالانکہ وہ کسی وقت حق بھی تھا بعد میں منسوخ ہوگیا تو مشرکین کو اس طرف کیوں نہ بلایا جاوے گا، حالانکہ اُن کا مذہب سرے سے باطل ہے اور خصوصاً مسلمانوں کو ان کے اسلام پر باقی رکھنے کا اہتمام کیوں نہ کیا جاوے گا۔

اہل کتاب کی اہلِ ایمان کو گمراہ کرنے کی ناکام خواہش

آیت (۱۲) وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ [آل عمران:۶۹]

ترجمہ: دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے اس امر کو کہ تم کو گمراہ
کردیں اور وہ کسی کو گمراہ نہیں کرسکتے مگر خود اپنے آپ کو اور اس کی اطلاع نہیں رکھتے۔

اس کا حاصل قریب قریب وہی ہے جو آیت (۱) کا ہے اور دوسرے جملہ سے معلوم ہوا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اہل فتنہ کو کامیابی نہ ہوگی۔

باہمی اتفاق واتحاد کا حکم

آیت (۱۳) وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪

الآیۃ [آل عمران:۱۰۳]

اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلے کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو
اور باہم نااتفاقی مت کرو۔ آخر آیت تک۔

اس آیت کے عموم سے فتنہ کے انسداد میں متفقہ کوشش اور شرکتِ عامہ کی ضرورت بھی ثابت ہوتی ہے۔

دعوت إلی الخیر کا حکم اور خیر امت ہونے کی وجہ

آیت (۱۴ و۱۵) وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران: ۱۰۴)

وقولہ تعالیٰ: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [آل عمران: ۱۱۰]

ترجمہ آیت اول: اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونا ضرور ہے جو خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور بُرے کاموں سے منع کیا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔

ترجمہ آیت ثانیہ: تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو۔

چونکہ دعوت إلی الاسلام یقیناً امر بالمعروف ونہی عن المنکر [اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بُری باتوں سے روکنا] میں داخل ہے اس آیت سے اس کی ضرورت وفضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور آیت اولیٰ میں ظاہری نصوص اور دوسری آیت میں عموم اس کو مفید ہے کہ بعض اقسام دعوت کے سب پر لازم ہیں مثلاً جس جس پر اثر ہو، اور بعض اقسام صرف مقتداؤں پر واجب ہیں جیسے خطابِ عام ووعظ۔

ارتداد (دین سے پھر جانے) پر سخت عذاب کی وعید

آیت (۱۶) فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ [آل عمران: ۱۰۶]

ترجمہ: سو جن کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے اُن سے کہا جاوے گا کہ تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد تو سزا چکھو۔

اِس آیت کے عموم سے ارتداد پر سخت وعید ثابت ہوتی ہے اس کا حاصل مثل آیت (۷) کے ہے۔

کفار کی اطاعت کا نتیجہ: گمراہی

آیت (۱۷) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

[آل عمران: ۱۵۰/۱۴۹]

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم کہنا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو الٹا پھیر دیں گے، پھر تم ناکام ہو جاؤ گے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے۔

پہلی آیت میں تصریح ہے کہ کفار کی رائے و مشورہ کو قبول کرنا انجام کار میں سبب ہو جاتا ہے گمراہی کا، کبھی وہ صراحۃً اس طرف بلاتے ہیں جیسا اہل فتنہ اس وقت کر رہے ہیں اور کبھی ظاہر میں کوئی خیر خواہی کی بات سوجھاتے ہیں لیکن اس میں بھی پیچ ایسا ہی رکھتے ہیں کہ شدہ شدہ [آہستہ آہستہ] وہ تمہید اسی گمراہی کی ہو جاوے، جیسا اُن کے سیاسی مشوروں کا انجام بھی ثابت ہو چکا ہے۔ اور دوسری آیت میں لفظ بل میں نفی ہے اُن کے دوست ہونے کی، کیوں کہ حاصل اُس کے معنی کا یہ ہے کہ وہ تمہارے دوست نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر مدد کرنے والا ہے پس اُسی کی دوستی پر اکتفا کرو اور اُسی کو مددگار سمجھو، دوسرا مخالف اگر نصرت و غلبہ کی بھی تدبیر بتلاوے خلافِ حکم خداوندی عمل مت کرو اس سے اُن سیاسی مشوروں پر عمل کرنے کا حکم بھی ظاہر ہو گیا۔ وللہ در القائل ؎

دشمن ارچہ دوستانہ گویدت
دام داں گر چہ زدانہ گویدت

ترجمہ: [دشمن اگر چہ دوستی کی بات کہے تجھ سے، جعل سازی سمجھ! اگر چہ عقلمندی کی بات کہے تجھ سے]۔

کفر اختیار کرنے والے اپنا ہی نقصان کرتے ہیں

آیت (۱۸) اِنَّ الَّذِیۡنَ اشۡتَرَوُا الۡکُفۡرَ بِالۡاِیۡمَانِ لَنۡ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیۡـًٔا ۚ [آل عمران:۱۷۷]

ترجمہ: یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان کی جگہ کفر اختیار کر رکھا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

اس آیت میں اپنے مقبول بندوں کی تسلی ہے، کہ اول ہی سے کفر اختیار کرنے والے یا ایمان چھوڑ کر کفر اختیار کرنے والے دین الٰہی کو کچھ مضرت نہ پہنچا سکیں گے، پس اُن کے اہتمام کو دیکھ کر بددل نہ ہونا چاہئے اور اپنی سعی میں افسردگی نہ کرنا چاہئے۔

ارتداد سے توبہ اور اس کی قبولیت

آیت (۱۹) اِنَّمَا التَّوۡبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَہَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِیۡبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوۡبُ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ ؕ [النساء: آیت ۱۷]

ترجمہ: توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو اُن ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں، پھر قریب ہی وقت میں توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر خدا تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں حکمت والے ہیں۔

یہ آیت عام ہے اُس شخص کو بھی جس نے کسی کے اغوا سے کفر اختیار کر لیا تھا پھر بہ

ہدایتِ حق اسلام قبول کرلیا تو وہ پچھلا کفر معاف ہوجاوے گا، پس ارتداد کے بعد بھی کوئی وسوسہ توبہ سے مانع نہ ہونا چاہیے۔

اہل ایمان کو گمراہ کرنے والے اسلام کے دشمن

آیت (۲۰) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ؀ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ؀ [النساء: آیت ۴۴، ۴۵]

ترجمہ: کیا تو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک بڑا حصہ ملا ہے وہ لوگ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بے راہ ہوجاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے۔

اِس آیت میں ایسے لوگوں کو جو مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں اعداء [دشمن] فرمایا گیا ہے پھر تعجب ہے کہ اب بھی اُن کو دوست سمجھا جاتا ہے۔ نیز اس آیت میں ان کے مقابلہ میں حق تعالیٰ نے اپنی دوستی اور نصرت کا وعدہ فرمایا ہے پس سعی للاسلام میں اگر اس ولایت ونصرتِ حق کا کوئی طالب ہو جس کی علامت یہ ہے کہ یہ دینِ حق کی نصرت وخدمت کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ غالب اور منصور اور کامیاب ہوگا اسی کی تعبیر آیت (۱۷) کا مضمون ہے۔

کفر کی اشاعت کرنے والوں سے تعلق اور دوستی کی ممانعت

آیت (۲۱) وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ [النساء:۸۹]

ترجمہ: وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی کافر بن جاؤ! جس میں تم اور وہ ایک طرح کے ہوجاؤ، سو ان میں سے کسی کو دوست مت بنانا

اس آیت میں صریح نہی [ممانعت] ہے کہ جو شخص مسلمانوں کو کافر بنانے کی تمنا کرے۔ اور سعی تو تمنا سے بڑھ کر ہے اُس سے دوستی کرنا حرام ہے یعنی اُس سے دوستوں کا سا برتاؤ جائز نہیں متعدد آیات میں اس دوستی کی نفی اور نص آئی ہے جس کے بعد کچھ گنجائش نہیں رہتی۔

خبر کی تحقیق کر کے ہی کسی بات پر یقین کرنا چاہیے

آیت (۲۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ [النساء:۹۴]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کیا کرو، تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو اور ایسے شخص کو جو کہ تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کی خواہش میں، یوں مت کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہیں۔

صحابہ کو ایسے لوگوں کی نسبت غلطی ہوگئی تھی جن میں پوری علامات اسلام کی نہ تھیں نا تمام علامات کو غیر کافی سمجھ کر اُن کے ساتھ معاملہ غیر اہل اسلام کا سا کیا، اِس آیت میں اس سے ممانعت کی گئی ہے۔ اِس سے اس خیال کا جواب ہوگیا جو بعض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو کر زبان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ راجپوت اور ملکانے مسلمان ہی نہیں تو اُن کے ارتداد کا کیا غم؟ یا اُس کے انسداد کا اہتمام کیا ضروری؟ وجہ جواب ظاہر ہے کہ حسب قاعدہ الاسلام یعلو ولا یعلی [اسلام غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں] اگر اُن میں بعض علامات بھی اسلام کی ظاہر ہوں گی تو دوسری علامات معارضہ کو جہل [نادانی] پر محمول کر کے اُن کے ساتھ ہمدردی اہل اسلام ہی کی کرنا ضروری ہوگا کہ دوسرے بعض احکام میں احتیاط کے پہلو پر عمل کیا جائے گا۔

ایک قصہ بخاری میں بھی ایسا ہی مذکور ہے کہ بعض لوگوں نے دعوت اِلی الاسلام کے جواب میں "صبانا صبانا" کہا تھا (ہم تو صابی ہیں) حضرت خالدؓ نے اُن کو اس بنا پر قتل

کر دیا، کہ یہ کہنا علامت تھی کفر کی، مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد کی اس کارروائی سے بیزاری ظاہر فرمائی اس کی بنا یہی تھی کہ دوسرے قرائن سے اُن کا قصد اسلام ہی کا معلوم ہوتا تھا، تو اُس پر نظر کرنا چاہئے تھا نہ کہ اس قول پر جو کہ جہل سے ناشی [پیدا ہوا] تھا۔

اور شیخین کی ایک حدیث میں ایک ایسی قوم کا ناجی [نجات پانے والا] ہونا مذکور ہے جن کی کوئی نبی اور فرشتہ تک شفاعت نہ کریں گے اور یہ کہہ کر اُن کو دوزخ میں چھوڑ دیں گے، ربّنا لم نذُرِ فیھا خیرًا [اے ہمارے رب ہم نے ان میں کوئی خیر کی بات نہیں دیکھی] جس سے مراد ایمان ہے تو اُن کے ایمان کا ان شفعاء (سفارش کرنے والوں) کو بھی پتہ نہ لگے گا پھر اُن کو حق تعالیٰ خاص اپنی رحمت سے بخشیں گے اور یہ ظاہر ہے کہ کافر کی مغفرت ممتنع ہے تو وہ لوگ یقیناً مومن ہوں گے مگر اُن کا ایمان اس قدر ضعیف ہوگا کہ انبیاء کو بھی جو کہ اعلم الناس [لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے] ہوتے ہیں عالم آخرت میں بھی جو کہ انکشاف حقائق کا عالم [حقیقتوں کے کھلنے کی دنیا] ہے پتہ نہ لگے گا، تو یہ قوم ایسے ہی لوگ ہیں جن کو دوسرے دیکھنے والے کافر سمجھتے ہیں مگر ان میں نہایت خفیف ایمان موجود ہے مثلاً اُن کے آباء واجداد اسلام لائے تھے اور وہ اپنے کو اُن کے ہی طریقہ کا ملتزم مانتے ہیں، گو چوٹیاں بھی رکھتے ہوں، گائے کی حفاظت بھی کرتے ہوں مسلمانوں کے ہاتھ کا کھانا پانی بھی نہ چھوتے ہوں، مگر وہ اپنے کو ہندو نہیں کہتے پس ایسے ناقص مسلمان بھی مستحق اسلامی ہمدردی کے ہیں جس کی بڑی ضرورت اُن کو اسلامِ کامل سکھانا اور ارتداد سے بچانا ہے۔

جہاں کفریات کا چرچا ہو وہاں مت بیٹھو

آیت (۲۳) وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ

بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ
[النساء:۱۴۰]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس یہ فرمان بھیج چکا ہے کہ جب احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزاء [مذاق] اور کفر ہوتا ہوا سنو۔ تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردیں۔

یہ آیت اس پر دال ہے کہ بلا ضرورت ایسے مجمع میں بیٹھنا جہاں کفریات کا چرچا ہو سخت مضر ہے، تو لطیف تدبیروں سے اس کی بھی کوشش ضروری ہے کہ تمام قومیں عموماً اور ایسے ضعیف الایمان خصوصاً اِن کفار و مغوین [گمراہ کرنے والوں] کے مجالست [ساتھ اٹھنے بیٹھنے] و مکالمت [بات چیت کرنے] و استماع مضامین مضر اسلام [اسلام کے لئے نقصان دہ مضامین کے سننے] سے دور رکھے جائیں۔

کفر کی وجہ سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں

آیت (۲۴و۲۵) وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ٘ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۠ [المائدۃ:۵]

وقولہ تعالیٰ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ [المائدۃ:۵۴]

ترجمہ آیت اولیٰ: اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کرے گا تو اُس شخص کا عمل غارت جاوے گا اور وہ شخص آخرت میں زیاں کار ہوگا۔

ترجمہ آیت ثانیہ: اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کردے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور اُن کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی، مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر (اور) تیز ہوں گے کافروں پر، جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ

کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمادیں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں، بڑے علم والے ہیں۔

اِن آیات کا وہی حاصل ہے جو آیت [۷] کے دوسرے جزو کا ہے۔

تبلیغِ دین کا وجوب اور عدمِ تبلیغ کی مذمت

آیت (۲۶) يَآ أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ [المائدہ:٦٧]

ترجمہ: اے رسول! جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہنچادیجئے اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا۔

آیت نص ہے وجوبِ تبلیغ میں اور عدمِ تبلیغ کے ذم میں۔

اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں پس تمام امت بھی حسبِ اختلافِ احوال اس فریضہ میں مشترک ہیں۔

مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہود اور مشرکین

آیت (۲۷) لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ [المائدہ:٨٢]

ترجمہ: تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ اِن یہود اور ان مشرکین کو پاویں گے۔

گو کسی مشرک کا ایسا نہ ہونا اس مضمون کی صحت میں اس لئے قادح [نقصان دہ] نہیں کہ یہاں صیغہ ماضی کا ہے جس سے عموم ازمنہ لازم نہیں آتا، لیکن اس میں شک نہیں کہ آیت اس پر ضرور دال ہے کہ مشرک ہونے کا اصل اقتضاء یہی ہے اگر کہیں تخلف ہوگا کسی

عارض سے ہوگا، چنانچہ ہم اپنے زمانہ میں اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں جس میں کوئی خفا نہیں، مگر باوجود شہادتِ قرآن ومشاہدہ اعیان (آنکھوں دیکھا حال) پھر بھی بعضوں پر اس قدر حسن ظن کا غلبہ ہے کہ مشرکین کی کوئی ادا نا گوار نہیں ہوتی، حتیٰ کہ اُن کی اس تحریکِ ارتداد کو بھی دلیلِ عداوت کی نہیں سمجھتے اور تماشا ہے کہ خود اِس تحریک کے روکنے کو دلیلِ عداوت سمجھ کر اس میں سعی کرنے کو پسند نہیں کرتے، عجیب منطق ہے کہ ایک ہی فعل اگر وہ کریں تو خلافِ دوستی نہیں اگر مسلمان کریں تو خلافِ دوستی۔

اللہ کا ڈر اور خوف پیدا کرنے کا حکم

آیت (۲۸) وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾

[الانعام: آیت ۵۱]

ترجمہ: اور ایسے لوگوں کو ڈرایئے، جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت سے جمع کیے جائیں گے کہ نہ کوئی ان کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا، اس امید پر کہ وہ ڈر جاویں۔

اس کا مدلول بھی مثل آیت (۲۶) کے ہے۔

ایمان لانے کے بعد ارتداد اختیار کرنے کی مذمت

آیت (۲۹) قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا [الانعام: ۷۱]

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے! کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کریں کہ نہ وہ ہم کو نفع پہنچاوے اور نہ وہ ہم کو نقصان پہنچاوے اور کیا ہم الٹے پھر جاویں بعد اس کے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کر دی ہے۔

اس میں عموم لفظِ نُرَدُّ سے مذمت ہے ارتداد کی۔

سبھی لوگوں کو دعوت اِلی التوحید

آیت (۳۰) قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا [الانعام:۱۵۲]

ترجمہ: آپ کہئے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جس کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ۔

اِس میں بھی دعوت اِلی التوحید ہے جس کا خطاب عام ہے۔

ارتداد کی صریح مذمت

آیت (۳۱) قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ [الاعراف ۸۹]

ترجمہ: ہم تو اللہ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہو جاویں اگر ہم تمہارے مذہب میں آجاویں بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے نجات دی ہو۔

عدنا فی ملتکم (ہم تمہارے مذہب میں آجائیں) صریح ہے ذمّ ارتداد میں [ہم تمہارے مذہب میں آجائیں ارتداد کی برائی میں صریح ہے]

دعوتِ دین کسی بھی صورت میں بے فائدہ نہیں

آیت (۳۲) وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۱۶۴ [الاعراف ۱۶۴]

ترجمہ: اور جب کہ اُن میں سے ایک جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگوں کو

کیوں نصیحت کئے جاتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا اُن کو سخت سزا دینے والے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ تمہارے رب کے روبرو عذر کرنے کے لئے اور اس لئے کہ شاید یہ ڈر جاویں۔

اِس میں جواب ہے اس خیال کا کہ بعضے لوگ ایسے لوگوں کے قبول کرنے سے ناامید ہو کر اُن کو خطاب بے فائدہ سمجھتے ہیں، جواب یہ ہے کہ بے فائدہ نہیں بعض تو قبول بھی کر لیتے ہیں، چنانچہ مشاہدہ ہے اور جو نہیں قبول کرتے تو ناصحین حق تعالیٰ کے نزدیک معذور تو ہو جاتے ہیں، کہ ہم نے تو کہا تھا مگر انہوں نے نہ سنا، اور بدون [بغیر] تبلیغ کے کیا عذر ہے۔

استطاعت کے باوجود تبلیغِ دین میں مداہنت موجبِ عقاب ہے

آیت (۳۳) وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ

[الانفال:۲۵]

ترجمہ: اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص اُن ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں اُن گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اس میں تنبیہ ہے کہ باوجود قدرت کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مداہنت کرنا موجب عموم عقاب ہے، بہت لوگ یہ سمجھ کر خاموش رہتے ہیں ہ جو کرے گا آپ بھریگا، سو خوب سمجھ لو! یہ سچ ہے، مگر مداہن بھی ایک معصیت کا مرتکب ہوا ہے یعنی مداہنت کا وہ اس کو بھرے گا۔

اور بعض کو اس بات میں آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ (المائدہ: آیت ۱۰۵) سے شبہ ہو جاتا ہے کہ اپنی کملی کی خیر منانا کافی ہے دوسروں کی ضلالت سے ہم کو کیا ضرر۔ سو خوب سمجھ لیجئے کہ آیت کا حاصل یہ ہے کہ

عدم ضرر مشروط بابتداء ہے اور ابتداء میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی داخل ہے پس اس امر و نہی کے بعد اگر کوئی ضلالت پر رہے گا تو آمر یا ناہی کو کوئی ضرر نہ ہوگا چنانچہ تفسیر بیان القرآن میں اس کی کافی بحث اور بعض روایات سے جو شبہ ہوتا تھا اس کی تحقیق ہے۔

سعیٔ ارتداد میں خرچ کیا گیا مال اکارت جائے گا

آیت (۳۴) اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ؕ

[الانفال:۳٦]

ترجمہ: بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اِس لئے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے پھر وہ مال اُن کے حق میں باعث حسرت ہو جاویں گے پھر مغلوب ہو جاویں گے۔

اِس آیت میں وعدہ ہے کہ سعیٔ ارتداد میں جو متمول [مالدار] قومیں مال خرچ کر رہی ہیں وہ سب ان شاء اللہ تعالیٰ اکارت جاوے گا اور اُن کو کامیابی نہ ہوگی، پس مسلمانوں کو اپنے مال کی قلت اور اُن کے مال کی کثرت دیکھ کر ناامید نہ ہونا چاہئے، البتہ وسع [گنجائش] کے موافق تدبیر کرنا واجب ہے، اُس میں کوتاہی کرنے سے وعدۂ نصرت نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ: اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ (سورۂ محمد، آیت:۷) [اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا]

اطاعت الٰہی اور اطاعتِ رسول کے ساتھ باہمی اتحاد بھی ضروری

آیت (۳۵) وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۚ [الانفال:۴٦]

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور نزاع مت کرو ورنہ کم

ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

تبلیغِ دین میں دکھلاوا اور اتراہٹ بھی نہ ہو

آیت (۳۶) وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَاءَ النَّاسِ [الانفال:۴۷]

ترجمہ: اور اُن لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے۔

اِن دو آیتوں میں تعلیم ہے کہ اتفاق سے کام کرنا چاہئے اور یہ کہ کام کے وقت دعویٰ اور کامیابی کے وقت فخر نہ کرنا چاہئے، عجز و نیاز کے ساتھ حق تعالیٰ پر توکل کر کے خلوص سے عمل کرنا چاہئے، البتہ اہلِ حق کی کامیابی اور اہلِ باطل کی ناکامی کی خبریں بقصد اظہارِ نعمت وتقویتِ ہمت اہلِ حق وکسر قلوب (دلوں کو توڑنا) اہل باطل کے مستحسن ہے، مگر بعنوان شکر نہ کہ بعنوان ایسے فخر کے جس سے دعویٰ مترشح [ظاہر] ہو، اور اہلِ باطل کو ہیجان سعی کا بڑھ جاوے۔

اور خیلا [دکھلاوا] جو انفاق مال وبذل نفس میں وارد ہوا ہے اُس کا محمل وہی تقویت وکسر ہے۔ [یعنی اہل حق کی ہمت کو تقویت پہونچانا اور اہل باطل کے قلوب کو توڑنا]

مخالف قوموں کی طرف سے موافقت، صرف زبانی جمع خرچ ہے

آیت (۳۷) كَيْفَ وَ إِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ إِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً يُرْضُوْنَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَ تَأْبٰى قُلُوْبُهُمْ إلى قوله: فَإِنْ تَابُوْا وَ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

[التوبۃ: آیت ۸، آیت ۱۱]

ترجمہ: کیسے، حالانکہ اُن کی حالت یہ ہے کہ اگر وہ تم پر کہیں غلبہ پا جاویں تو تمہارے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ قول وقرار کا، یہ لوگ تم کو اپنی زبانی باتوں سے راضی کر رہے ہیں اور اُن کے دل نہیں مانتے، اور اُن میں زیادہ آدمی شریر ہیں انہوں نے احکامِ الٰہیہ کے عوض متاع ناپائدار کو اختیار کر رکھا ہے سو یہ لوگ اللہ کے رستہ سے ہٹے ہوئے ہیں یقیناً یہ اُن کا عمل بہت ہی بُرا ہے۔ یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ قول وقرار کا اور یہ لوگ بہت ہی زیادتی کر رہے ہیں، سو اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہو جاویں گے۔

اِن آیات میں بعض مخالف قوموں کی حالت بتلائی گئی ہے کہ وہ جو زبان سے موافقت کی باتیں کرتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ اُن کو تم پر قدرت نہیں، ورنہ ذرہ برابر تمہارے کسی حق یا عہد کی رعایت نہ کرتے اور اُن کو اپنا بھائی اور دوست سمجھنا اُس وقت تک ہرگز جائز نہیں جب تک وہ اسلام نہ قبول کرلیں اور اس سے پہلے اُن کو بھائی سمجھنا سخت غلطی ہے، واقعی یہ حالت بالکل مشاہد ہے۔

کفار اپنی خواہش وآرزو میں ناکام ہوں گے

آیت (۳۸) يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ [التوبۃ آیت ۳۲]

ترجمہ: وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانے گا نہیں، گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔

اس میں بھی مثل آیت (۳۴) کے مخالفین کی ناکامی کی پیشین گوئی ہے۔

کوشش کن لوگوں پر فرض نہیں

آیت (۳۹) لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ [التوبۃ:۹۱]

ترجمہ: کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ اُن لوگوں پر جن کو خرچ کرنے کو میسر نہیں، جب کہ یہ لوگ اللہ و رسول کے ساتھ خلوص رکھیں۔

اِس آیت میں دلالت ہے کہ جو واقع میں اِس خدمت سے معذور ہوں مثلاً مرض وضعف کے سبب خدمتِ بدنی سے یا ناداری کے سبب خدمتِ مالی سے معذور ہوں اُن پر ملامت نہیں پس ایسوں پر جبر، یا اعتراض نہ کرنا چاہئے، اس میں چندہ پر زور ڈالنے والوں کی اصلاح ہے، البتہ نصح للدین اُن پر بھی فرض ہے مثلاً اچھی رائے دینا، دعا کرنا وشل ذلک۔

اشاعت وتبلیغِ دین کا معتدل طریقہ

آیت (۴۰) وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ [التوبۃ:۱۲۲]

ترجمہ: اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہئے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں، سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت جایا کرے، تاکہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں، تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ اُن کے پاس واپس آویں، ڈراویں تاکہ وہ احتیاط رکھیں۔

اس میں طریقہ معتدلہ کام کرنے کا بتلایا ہے کہ نہ تو یہ چاہئے کہ سب آدمی سب کام چھوڑ چھوڑ کر ایک ہی کام کے پیچھے پڑ جاویں کہ دوسرے اجزاء دین کا اس میں ضرر ہے۔ اور نہ یہ چاہئے کہ ہر شخص دوسرے کے بھروسہ بیٹھ رہے، بلکہ ہر بڑی جماعت میں

سے ایک چھوٹی جماعت کو اس کے لئے منتخب ہو کر جانا چاہئے، تاکہ اور سب کام بھی ہوتے رہیں اور مخالفین بھی دیکھیں کہ مسلمانوں کی تمام جماعتوں پر اس کا اثر ہے تو اُن کی ہمتیں پست ہوں، سبحان اللہ! کیا پاکیزہ اعتدال ہے۔ اور تمام قرآن وحدیث ایسے نصوص سے پُر ہیں۔

اس رسالے کے لکھنے کا مقصد

اوّل یہی ارادہ تھا، کہ اور نصوص بھی جمع کی جاویں؛ مگر وقت کی تنگی سے وہ خیال بدل گیا اور فی الحال قرآن مجید کی دو منزلوں میں سے چالیس آیتوں پر کہ مبارک عدد ہے اکتفا کرنے کو اصل مقصود میں کافی سمجھا گیا۔ اِس مضمون کے لکھنے سے اس وقت زیادہ تر مقصود مبلغین کی رعایت ہے کہ اُن کو مضامین واجبۃ التبلیغ ایک معتد بہ مقدار میں سہولت سے یکجا مل جاویں اور اسی وجہ سے اِن مضامین کی زیادہ تفصیل نہیں کی گئی کہ وہ خود اپنی علمی قوت یا مناسبت سے اس کو مبسوط [لمبا] کر سکتے ہیں۔

اسی رنگ کا ایک وعظ بھی احقر کا شروع شعبان ۱۳۴۱ھ میں کانپور کے یتیم خانہ میں ہوا ہے، جو غالباً عنقریب شائع ہو جاوے گا اور اس کا نام ''الدعوۃ اِلی اللہ'' (۱) ہے اُس سے بھی اس مقصود میں اعانت ہو سکتی ہے، اگر کسی وقت ضرورت محسوس ہوئی تو زائد نصوص بھی جمع کئے جا سکتے ہیں لیکن یہ نصوص بھی اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر ماشاء اللہ محیط ہیں۔

---

(۱) جو یکم شعبان ۱۳۴۱ھ میں یتیم خانہ اسلامیہ کانپور میں حضرت حکیم الامت نے کرسی پر بیٹھ کر ساڑھے تین گھنٹے تک ارشاد فرمایا تھا اور محترم احمد عبد الحلیم صاحب نے قلمبند فرمایا، جس میں سامعین کی تعداد ایک ہزار تھی۔

زمزم بکڈپو دیوبند سے جو خطبات حضرت حکیم الامتؒ کے شائع ہوئے ہیں ان میں پہلی جلد دعوت وتبلیغ کے نام سے ہے اس کا پہلا وعظ وہی ''دعوت اِلی اللہ'' ہے۔

قابلِ توجہ؛ خلاصۂ تحریر

فذلکۃ المرام یعنی خلاصۂ مقام یہ ہے کہ جب نصوصِ قطعیہ سے اس مقصود کے تمام اجزاء کی اہمیت ثابت ہو چکی، تو اب اس میں انتہائی درجہ کی سعی و اہتمام شروع کر دینے میں کس امر کا انتظار ہے، اُن لوگوں کے خیالات تو یہاں تک بڑھے ہوئے ہیں کہ ایک صاحب ایک خط میں خبر دے رہے ہیں کہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ سوائے چند لاکھ مسلمانوں کے جو عرب یا کابل سے آئے ہیں باقی سب مسلمانوں کو جو ہندوستان ہی کے رہنے والے ہیں ہندو بنائیں گے، حمیتِ ایمانی سے تو اِس کا جواب یہی ہے کہ مسلمان اپنا نصب العین یہ رکھیں کہ چونکہ اصلی مذہب ہر انسان کا اسلام ہی ہے چنانچہ آیت كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً (البقرہ آیت ۲۱۳) اور آیت فِطْرَةَ اللهِ التي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (الروم آیت ۳۰) [اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا [اسلام ہے] اور حدیث كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ [ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے] (حدیث بخاری رقم: ۱۳۸۵، ومسلم رقم: ۲۶۵۸) اس پر دال ہے، اس لئے اس کا عزم کر لیں کہ تمام ہندو بلکہ کفار کو مسلمان بنائیں گے؛ لیکن اگر اتنی بلند خیالی کی ہمت نہ ہو تو کم از کم اپنے ڈوبتے ہوئے بھائیوں کو تو سنبھالیں اور یہ بدون شرکت عامہ وتامہ کے مستبعد ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی شرکت کے لئے ایک نظام خاص ہونا ضروری ہے اِس لئے اس وقت جو نظام ہے گو کسی قدر منتشر ہے مگر عدم سے وجود [نہ ہونے سے کچھ نہ کچھ ہونا بہتر ہے] غنیمت ہے، اُس کی اطلاع دیتا ہوں جو ایک بزرگ کے خط کا خلاصہ ہے، وھو ھذا۔

مبلغین نے دیہات میں مکتب جاری کر دئے، وہاں کے بچوں کی تعلیم شروع کر دی، نماز سکھلانے لگے (یہ تدبیر نہایت مفید وقابل دوام ہے) لیکن تبلیغ کا کام پورے متحد نظام سے نہیں ہو رہا ہے۔

(۱) مقام اچھنیرا میں ایک انجمن نمائندگان تبلیغ قائم ہوئی، اس انجمن کے سکریٹری کنور عبدالوہاب خان صاحب ہیں ۱۲/ مارچ کے جلسہ میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند اور مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اس مجلس کے رکن ہوگئے ہیں (اس) مجلس نمائندگان کا دفتر بجائے اچھنیرہ کے یکم اپریل (۱۳۲۳ء) سے آگرہ میں قائم کیا گیا ہے

(۲) انجمن ہدایت الاسلام (دہلی) نے بھی مستعدی ظاہر کی اور وہ اس انجمن نمائندگان سے علیحدہ کام کرنا چاہتی ہے اور چندہ کا اعلان بھی کیا ہے

(۳) جمعیۃ علماء ہند نے شعبۂ تبلیغ کو اپنے مقاصد میں داخل کیا ہے اس کے علاوہ جگہ جگہ چندے ہورہے ہیں اور مبلغین بھیجے جارہے ہیں سعی اور امداد متفرق ہورہی ہے۔

(۴) مبلغین بھیجنے کا اختیار ہے خواہ دہلی میں ہدایت الاسلام کے سکریٹری کے پاس بھیج دئے جاویں یا جمعیت العلماء کے ناظم کے پاس، یا آگرہ مجلس نمائندگان میں، وہاں سے مقام تبلیغ بھی متعلق کئے جاویں گے اور ہدایات بھی دی جاویں گی۔

(۵) اگر مبلغین بھیجے جاویں تو چندہ اپنے اختیار سے خرچ کرنا مناسب ہے۔ اور اگر چندہ بھیجنے کی رائے ہو تو اوپر کی صورتوں میں سے جس صورت پر اطمینان ہو بھیج دیا جاوے ۔ مدرسہ امدادالعلوم تھانہ بھون سے بھی مختصر طور پر جیسا یہاں کی حالت کا اقتضاء ہے ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خدمت انجام دی جاوے گی، چند روز بطور امتحان انداز کے پھر بعد تعیین انداز کے اُسی انداز کے مناسب، مگر یہاں چندہ جمع کرنے کی تجویز نہیں کی گئی ،لیکن اگر کوئی مخلص بلاتحریک بھیج دیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ احتیاط کے ساتھ صرف کردیا جائے گا لیکن یہاں حساب کی اشاعت کا انتظام نہیں ہے جو صاحب (امیر لوگ) اشاعت چاہیں وہ یہاں نہ بھیجیں۔

ایک صورت میری رائے میں اور بھی سہل ہے کہ تمام امراء حسب حیثیت ایک ایک دو

دو مبلغین کے مصارف اپنے ذمہ لے لیں اور کام کرنے میں اُن کو کسی انجمن کا ماتحت بنا دیویں، نہایت سہولت سے بہت بڑا کام ہو جاوے گا۔ واللہ الموفق

کتبہ اشرف علی تھانوی عفی عنہ

وسط شعبان ۱۳۴۱ھ

اطلاع ثانی

بعد تحریر مضمون ہذا احقر نے اپنے پاس کی جمع شدہ رقومِ چندہ کو جب کہ وہ مبلغ کے لئے کافی نہ ہوں یا مبلغ میسر نہ ہو ذیل کے پتہ پر بھیجنا تجویز کیا ہے، جو ابھی منجانب مولوی حافظ عبداللطیف صاحب مدرس و منتظم مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور ایک اعلان میں نظر سے گزرا، وہ پتہ یہ ہے۔

مولانا ضیاء احمد صاحب مفتی مدرسہ مظاہر علوم (سہارن پور)

اور اس اعلان میں رسید مہری مدرسہ موصوفہ ملنے کا بھی وعدہ ہے۔

اشرف علی

اول عشرہ اخیرہ شعبان ۱۳۴۱ھ

اطلاعِ ثالث

اس مضمون کے لکھنے کے بعد دو مخلص متدین (دیانت دار) عالم دوستوں کو کافی خرچ دے کر اس خدمت کے لئے روانہ کیا گیا، ان کے خط سے کچھ حالات معلوم ہوئے ہیں جو ذیل میں درج ہیں، نیز کچھ مختصر چندہ بھی بلاتحریک اس مد میں آیا اُس کا مجمل حساب یہیں ذیل میں درج ہے اور چونکہ یہاں نہ چندہ طلب کیا جاتا ہے (گو دوسری اطمینان کی جگہ بھیجنے کی ترغیب دی جاتی ہے) اور نہ یہاں کوئی سرمایہ جمع ہے اس لئے کسی ایسے امر کا التزام نہیں کیا جا سکتا جس میں روپیہ کی ضرورت ہے مثلاً وفود کا بھیجنا اور مثلاً حالات کا یا حساب کا

شائع کرنا، لیکن اگر سہولت سے کسی امر کا موقع مل جاوے تو مضائقہ بھی نہیں (چنانچہ اس وقت مختصر سی رقم آگئی جس سے ایک وفد روانہ کر دیا گیا اور اتفاق سے کاپی کا ایک صفحہ خالی رہ گیا جس سے یہ مضمون لکھ دیا گیا)، بالخصوص امرِ اول یعنی ارسالِ وفود کہ اس کے متعلق تو کلا علی اللہ جی چاہتا ہے کہ یہاں سے اُس کا سلسلہ گو مختصر ہی ہو متصلاً و مستقلاً جاری رہے اور ایسی حالت میں کہ نہ مدرسہ و خانقاہ سے چندہ کی طلب ہے اور نہ سرمایہ ہے ظاہر ہے کہ مختصر ہی سلسلہ ہو سکتا ہے والفضل بید اللہ والامر کلہ للہ۔

باقی دوسرا امر یعنی اشاعت حالات وحسابات وہ فی نفسہ بھی زیادہ متہم بالشان نہیں اِلَّا لعارض ولا عارض ھٰھنا (مگر کسی وجہ سے اور یہاں کوئی وجہ نہیں)

نقلِ خط وفدِ مدرسہ وخانقاہ امدادیہ

ملاحظہ حضرتِ والا دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کمترینان! بروز دو شنبہ ۲۱ رشعبان ۱۳۴۱ھ کو مولوی محمد الیاس صاحب کاندھلوی کی ہمراہ گوڑ گانوہ کے راستے سے فیروز پور پہنچے اور چند مواضع میں بھی جانا ہوا، دیہات میں صوم وصلوٰۃ سے ناواقف ہیں ان کو نماز کی طرف توجہ دلائی اور سلسلہ تعلیم قائم کرنے کو کہا گیا، بعض جگہ مسجد میں امام رکھنے کا اس سے بچوں کو نماز وغیرہ سکھانے کا وعدہ کیا ہے بقدرِ ضرورت وہاں کے لوگ امام کی خدمت کر سکتے ہیں، دعا فرمادیں کہ امام مقرر ہو جاویں، مولوی محمد الیاس صاحب کوشش کر رہے ہیں۔

دیہات میں عموماً شکل وصورت ہنود کی سی ہے، کان ہاتھ وغیرہ میں زیور، دھوتی باندھنا، دیوالی وغیرہ۔ تہواروں میں ہنود کی شرکت کرنا یا...

مشابہت کرنا ان باتوں سے ان کو روکا گیا، نام بھی ہندوانہ ہیں جیسے ہری سنگھ وغیرہ بعض کے نام بدل دیئے ہیں امید ہے کہ مکتب قائم ہونے سے اصلاح ہوجائے گی۔

اور جن مواضع میں نماز وغیرہ کی پابندی ہے ان کو دیگر امور کی تاکید کی جاتی ہے۔ سود لینے دینے سے کوئی خالی نہیں۔ دس پندرہ آدمیوں نے سود سے توبہ کی، دو ایک آدمیوں نے شراب سے، بیس پچیس بچوں کا زیور نکالا گیا، دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماویں۔ اور ہمارے لئے بھی نافع کرے، ان دیہات میں غالباً بیس یوم تک رہنا ہوگا، بعد ازاں آگرہ جاویں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ پھر حالات عرض کئے جاویں گے والسلام۔

احقر عبدالکریم گمتھلوی و مولوی عبدالمجید بچھرایونی

از فیروزپور نمک ضلع گوڑگانوہ

مولوی محمد الیاس صاحب، السلام علیکم کہتے ہیں، کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ہیں بعض اُن لوگوں کو جو پیشتر سے دیگر فرائض کے پابند ہیں، مسئلہ توریثِ بنات [لڑکیوں کو وراثت دینا] بھی پہنچایا، دو ایک نے پختہ ارادہ کیا ہے فرائض نکال دی ہے۔

فقط ۲۵ رشعبان یوم الجمعہ ۱۳۱۴ھ

حساب آمد و خرچ متعلق مد تبلیغِ اسلام و احکام

از مولوی ممتاز گیاوی (۳۰ ؍روپیہ) از عبدالحیٔ صاحب نوانگری (۵۰ ؍روپیہ) یہ دونوں رقمیں میرے اختیار میں کردی گئیں تھیں میں نے اس مد میں تجویز کرکے مبلغین کو روانگی کے وقت خرچ کے لئے دے دیں۔

از حافظ اعجاز احمد تھانوی (۳/روپیہ) یہ رقم بھی مبلغین کو دی گئی۔ از مولوی حکیم محمد مصطفیٰ صاحب بجنوری (۵/روپیہ) از حاجی الٰہی بخش مظفرنگری (۵/روپیہ) از بابو ولی محمد صاحب مقیم میرٹھ (۲/روپیہ) از شخصے جو یاد نہیں رہا (۱/روپیہ) از عبدالرشید صاحب (۵/روپیہ) جن کا میزان (۱۸/روپے) یہ ۱۸/روپے نقد جمع ہیں۔

اوراس رسالہ کے چھپنے میں جو صرف ہوگا اس کا تحمل جداگانہ دو تین شخصوں نے کرلیا ہے اور مسودہ اس کا سب کی رضا سے داخل مجلس خیر کیا گیا ہے اور خطوط وغیرہ میں یا مبلغین کے پاس خرچ بھیجنے میں یا جو رقوم مبلغین کو کافی نہ ہوں ان کو انجمن سہارن پور (جس کا ذکر اطلاع ثانی میں ہے) بھیجنے میں جو صرف ہوگا اس کا تحمل ایک شخص نے کرلیا ہے۔ غرض اصل رقم پوری یہاں تبلیغ ہی میں صرف ہوگی۔

باقی یہاں سے جس جگہ بھیجیں گے وہاں کی ضرورت و مصلحت کے ذمہ دار وہ خود ہیں۔

کتبہ اشرف علی

آخر شعبان ۱۳۴۱ھ

خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون

○❖○

MAKTABA DARUL-ULOOM

DEOBAND-247554 (U.P.)INDIA